ماہنامہ

جہد حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلد نمبر28......شمارہ نمبر4...... اپریل 2021

(قیمت 10 روپے)

Monthly JEHD-E-HAQ - April 2021 - Registered No. CPL-13

عورت کیا مانگے؟

آزادی

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:							
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال		مہینہ		تاریخ		

3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)		
6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل		

7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	-1			
	-2			
	-3			

10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	-1			
	-2			
	-3			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کر کے بھیجیں

فہرست

پریس ریلیزیں	03
عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ	04
عورت مارچ 2021 کا چارٹر آف ڈیمانڈز	11
بین الاقوامی اور ذہنی بیماریوں کا شکار افراد کا تحفظ	12
نظام صحت میں عدم مساوات	17
سماج: سندھ کے خاکروب جنہیں بھلا دیا گیا ہے	18
اساتذہ کے جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں	19
خواتین کے حقوق کے تحفظ پر زور	20
خواجہ سراؤں پر تشدد کا نوٹس لیا جائے	21
حراست کے دوران لڑکے کی موت پر جووینائل جسٹس ایکٹ کے نفاذ کا مطالبہ	22
غیرت کے نام پر بیوہ خاتون بھائی اور بیٹے کے ہاتھوں قتل	22

8 مارچ کو عورتوں کی آواز سننی پڑے گی

عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) نے عورتوں کے حقوق کو تسلیم کرنے، اور انہیں تحفظ وفروغ دینے کے عالمگیر مطالبے کی مکمل حمایت و تائید کا اظہار کیا ہے۔ سب سے پہلے، ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ گھریلو تشدد، جنسی تشدد، اور نام نہاد 'عزت' کے نام پر جرائم سے لے کر مذہب کی جبری تبدیلیوں، عورتوں کی اسمگلنگ اور جائے روزگار پر ہراسانی سمیت صنف کی بنیاد پر تشدد کی تمام اشکال کا خاتمہ کیا جائے۔

شمالی وزیرستان میں ایک این جی کے ساتھ وابستہ چار عورتوں کی حالیہ ٹارگٹ کلنگ، گوجرانوالہ میں دو خواجہ سراؤں کا قتل، اور گذشتہ برس موٹروے پر ایک عورت کے بہیمانہ ریپ سے ریاست کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ عورتیں اور خواجہ سراء غیر محفوظ ہیں چاہے وہ جائے روزگار پر، گھر پہ یا عوامی مقامات پر ہوں۔

ایچ آر سی پی توقع کرتا ہے کہ ریاست عورتوں کے پر امن اجتماع کے آئینی حق کو تحفظ دے گی اور 8 مارچ کو پاکستان بھر میں عورتوں کی ریلیوں کی حفاظت ہوگی اور انہیں محفوظ عوامی مقامات فراہم کیے جائیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ریاست وسماج دونوں کو عورتوں کی آواز کو سننا اور ان پر سوچ بچار کرنا ہوگا۔ اپنے معاوضے اور کام کے بہتر حالات کے لیے سراپا احتجاج لیڈی ہیلتھ ورکرز سے لے کر لاپتہ افراد کے کیمپوں پر اپنے پیاروں کی بحفاظت بازیابی اور مجرموں کو سزا کا مطالبہ لے کر بیٹھی عورتوں، اور طبقہ امرا کے لیے ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے لیے ہتھیائی گئی زمینوں کی واپسی کے لیے احتجاج کرنے والی کسان عورتوں کی تکالیف پر توجہ دیں۔

عورتوں کے حقوق خلاء میں اپنا وجود نہیں رکھتے۔ وہ ایک مہذب معاشرے کے استحکام و خوشحالی کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ اور پاکستان کو جنسی یا صنفی شناخت کی بنیاد پر امتیاز، اخراج یا پابندیوں سے بالاتر سماج کی تعمیر کا اپنا عہد نبھانا ہوگا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 08 مارچ 2021]

اداروں میں بے جا مداخلت سے پاکستان کا جمہوری مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کو یہ جان کر شدید تشویش ہے کہ سندھ ہائی کورٹ نے صوبائی اسمبلی سندھ کے دو اراکین کی رکنیت کو اس وجہ سے معطل قرار دے دیا کہ وہ آوارہ کتوں سے چھٹکارہ پانے کی مہم کی نگرانی کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ایچ آر سی پی کے خیال میں عدالت نے منتخب نمائندوں کی معطلی کا حکم صادر کر کے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے کیونکہ منتخب نمائندوں کا کام قانون سازی کرنا ہے نہ کہ قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنانا۔ کمیشن نے فاضل عدالت سے یہ فیصلہ واپس لینے کی استدعا کی ہے۔

درحقیقت، اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی حالیہ ترین مثال قومی احتساب بیورو (نیب) کے مریم نواز شریف سے متعلق الزامات ہیں۔ نیب کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی بھی شہری پر 'ریاست مخالف پراپیگنڈے' میں ملوث ہونے کا الزام لگائے۔ یہ ایک ایسا مبہم الزام ہے جس کا ان دنوں سیاسی مخالفین، ماہرینِ تعلیم، صحافیوں اور انسانی حقوق کے دفاع کاروں کو بڑی آسانی کے ساتھ نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ نیب پر وقتاً فوقتاً لگایا گیا یہ الزام صداقت پر مبنی ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز اور جانبدارانہ احتساب کی پالیسی پر گامزن ہے۔

ایچ آر سی پی کا خیال ہے کہ حکومت کو بھی اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کے جائز الزامات کا جواب دینا ہوگا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان پر حکومت کا حملہ دستور اور جمہوری اقدار کے لیے احترام کے فقدان کی عکاسی کرتا ہے۔ حکومت اور تمام ریاستی اداروں کو یاد رکھنا ہوگا کہ نہ تو خودمختاری پر حملہ اور نہ ہی اداروں میں بے جا مداخلت پاکستان کے جمہوری مستقبل کے لیے نیک شگون ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 20 مارچ 2021]

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ

”......کسی ملک کی ہمہ جہت اور بھرپور ترقی، عالمی فلاح و بہبود اور قیام امن تقاضا کرتے ہیں کہ عورتیں زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے ساتھ مساوی شرائط پر زیادہ سے زیادہ شرکت کریں۔“

تعارف

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ (CEDAW) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18 اکتوبر 1979ء کو منظور کیا۔ تاہم بین الاقوامی میثاق کی حیثیت سے یہ معاہدہ 3 ستمبر 1981ء کو اس وقت نافذ ہوا جب بیسویں ملک نے بھی اس کی توثیق کر دی۔ معاہدے کے نفاذ کی دسویں سالگرہ کے موقع پر 1989ء میں کم و بیش ایک سو ممالک نے اس کی پابندی کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔

یہ معاہدہ عورتوں کی صورتحال پر نظر رکھنے اور حقوقِ نسواں کو فروغ دینے کے لئے 1946ء میں خواتین کی سماجی حیثیت سے متعلق اقوام متحدہ کمیشن کی تیس سال سے زائد عرصہ کی جدوجہد کا ثمر تھا۔ کمیشن کی مساعی نے ان شعبوں کی نشاندہی کرنے میں رہنما کردار ادا کیا ہے جہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کی برابر حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ فلاح نسواں کیلئے کمیشن کی کوششوں کے نتیجے میں متعدد اعلامیئے اور اعلانات جاری کئے گئے جن میں سے عورتوں کے خلاف تمام امتیازات کے خاتمے کے معاہدے کو مرکزی اور نہایت جامع دستاویز ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدات میں مذکورہ معاہدے کو ایک منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ اس کے باعث عورتوں پر مشتمل انسانی آبادی کا نصف حصہ بھی انسانی حقوق کو درپیش خطرات کے حوالے سے توجہ کا مرکز بن گیا ہے معاہدے کی اساس اقوام متحدہ کے وہ مقاصد ہیں جن کا ہدف بنیادی انسانی حقوق، بنی نوع انسان کی قدر و منزلت اور عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق پر عوام الناس کے یقین کو مستحکم بنانا ہے۔ موجودہ دستاویز مساوات کا مفہوم متعین کرتی ہے اور اس کے حصول کی راہ دکھاتی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ معاہدہ نہ صرف حقوق نسواں کیلئے ایک بین الاقوامی بل کا تعین کرتا ہے بلکہ ایک ایسے ضابطہ کار کی نشاندہی بھی کرتا ہے، جس پر عملدرآمد کے ذریعے مختلف ممالک عورتوں کے ان حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی دے سکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حوالے سے فوری طور پر رکن ممالک میں قانون سازی کی جائے۔

معاہدے کے دیباچے میں یہ امر واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ”عورتوں کے خلاف امتیاز برتنے کا سلسلہ جاری ہے“ اور اس لحاظ سے یہ معاہدہ اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ یہ امتیازات ”انسانی وقار، احترام اور حقوق کی برابری کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں“ شق 1 میں دی گئی تعریف کے مطابق امتیاز روا رکھنے سے مراد ”سیاسی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی یا سول شعبوں میں جنس کی بنا پر کسی قسم کی تفریق کرنا، کسی ایک جنس کو الگ کر دینا یا اس پر پابندی عائد کرنا ہے“۔ چنانچہ معاہدہ فریق ریاستوں سے حسب ذیل مطالبہ کر کے مساوات کے اصول کی مثبت اور بامعنی توثیق کا تقاضا کرتا ہے۔

شہری حقوق کے تحفظ کے علاوہ معاہدے میں عورتوں کے ایک اور اہم مسئلے، یعنی تولیدی حقوق پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ دیباچے میں اس حق کی ابتداء ان الفاظ میں کی گی ہے۔ ”افزائش نسل میں عورت کا کردار وجہ تفریق نہیں بنایا جانا چاہئے“۔

”تمام ریاستیں قانون سازی سمیت تمام مناسب اقدام کریں تاکہ خواتین کی پیش رفت اور بھرپور ترقی کے عمل کو یقینی بنایا جا سکے اور مردوں کے ساتھ برابری کی بناء پر انہیں تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں سے استفادہ کرنے کے مقاصد کے حصول کی ضمانت دی جا سکے“ (شق 3) مساوات کا ضابطہ عمل بعد میں آنے والی چودہ شقوں میں مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ان تک رسائی کے حوالے سے معاہدے میں عورتوں کی صورتحال کی تین جہتوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ شہری حقوق اور عورتوں کی قانونی حیثیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور انسانی حقوق کے دیگر معاہدات کے برعکس، اس معاہدے میں انسان کے تولیدی عمل کی مختلف جہتوں اور مرد اور عورت کے مابین تعلقات پر ثقافتی اثرات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

عورت کی قانونی حیثیت پر وسیع تر پس منظر میں توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ 1952ء میں عورتوں کے سیاسی حقوق کا منشور منظور ہو جانے کے باوجود، سیاسی عمل میں شرکت کے بنیادی حقوق کا دائرہ محدود نہیں کیا گیا۔ بلکہ موجودہ دستاویز کی شق 7 میں مذکورہ منشور کی شرائط کا اعادہ کیا گیا ہے، جن کی بدولت عورتوں کو رائے دینے، سرکاری ذمہ داریاں انجام دینے اور دفاتر میں کام کرنے کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ان حقوق میں بین الاقوامی سطح پر اپنے اپنے ملکوں کی نمائندگی کرنے کیلئے عورتوں کی شہریت کے معاہدے جو 1957ء میں منظور کیا گیا کو شق 9 کی رو سے معاہدہ ہذا سے مربوط کیا گیا ہے، یہ عورتوں کی ازدواجی حیثیت سے قطع نظر، ان کو شہریت کا حق عطا کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے یہ معاہدہ اِس حقیقت کی جانب بھی توجہ مرکوز کراتا ہے کہ عورتوں کی قانونی حیثیت شادی سے منسلک ہو کر رہ گئی ہے، اور اس طرح وہ اپنا انفرادی حق حاصل کرنے کی بجائے اپنے خاوند کی شہریت کی مرہون منت ہو کر رہی گئی ہیں۔ شقیں 10، 11 اور 13 بالترتیب تعلیم، روزگار اور سماجی و اقتصادی سرگرمیوں میں عورتوں کے بلا امتیاز حقوق کی توثیق کرتی ہیں۔ دیہی عورتوں کی صورتحال کے حوالے سے یہ مطالبے پورے کرنے پر بھی خصوصی طور پر زور دیا گیا ہے کیونکہ دفعہ 14 کے مطابق ان کی مخصوص جدوجہد اور اقتصادی فراوانی میں عورتوں کا نمایاں کردار، منصوبہ بندی میں ان پر زیادہ توجہ دینے کا تقاضا کرتے ہیں شق 15 میں شہری اور کاروباری امور میں عورت کی مکمل برابری کی تاکید کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ عورتوں کی قانونی حیثیت کو پابند کرنے والے جملہ ضوابط“ کالعدم اور غیر موثر تصور کئے جائیں۔“ آخر میں شق 16 میں شادی کے مسئلے اور خاندانی تعلقات کو دوبارہ زیر غور لایا گیا ہے اور یہ تاکید کی گئی ہے کہ شادی کا حق استعمال کرنے، والدین کی حیثیت سے فرائض انجام دینے، ذاتی حقوق اور جائیداد حاصل کرنے کے ضمن میں عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق دیئے جائیں۔

شہری حقوق کے تحفظ کے علاوہ معاہدے میں عورتوں کے ایک اور اہم مسئلے، یعنی تولیدی حقوق پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ دیباچے میں اس حق کی ابتداء ان الفاظ میں کی گی ہے۔ ”افزائش نسل میں عورت کا کردار وجہ تفریق نہیں بنایا جانا چاہئے“۔ عورت کے خلاف امتیازی سلوک اور اس کا تولیدی کردار پورے معاہدے میں مسلسل توجہ کا موضوع ہے۔ مثال کے طور پر منشور کی شق 5 میں استدلال کیا گیا ہے کہ ”سماجی فریق کی حیثیت سے زچگی کا مکمل ادراک ضروری ہے“۔ بچے کو جنم دینے کے عمل کو ماں اور باپ کی مشترکہ ذمہ داری تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ زچہ و بچہ کے تحفظ اور دیکھ

بھال کو لازمی حقوق کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے اور انہیں منشور کے تمام شعبوں سے مربوط کیا گیا ہے، خواہ ان شعبوں کا تعلق حصول روزگار، خاندانی قوانین، تحفظ صحت یا حصول تعلیم سے ہو۔ سماجی خدمات کی فراہمی معاشرے کے فرائض میں شامل ہے۔ بالخصوص بچوں کی نگہداشت کی سہولتوں کی فراہمی کیونکہ یہ سہولتیں لوگوں کو انفرادی طور پر خاندانی ذمہ داریاں انجام دینے اور قومی زندگی میں مشترکہ کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ زچہ و بچہ کی دیکھ بھال کیلئے خصوصی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں اور انہیں ''امتیازی سلوک قرار نہ دینے'' کی تاکید کی گئی ہے۔ (شق 4) معاہدہ عورتوں کے تولیدی اختیار کے حق کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ قابل توجہ امر تو یہ ہے کہ صرف انسانی حقوق کا معاہدہ ہی خاندانی منصوبہ بندی کا تذکرہ کرتا ہے۔ فریق ریاستوں پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کی بابت مشاورت کو نظام تعلیم میں شامل کریں (شق 10) اور ایسے ضوابط کو فروغ دیں جو عورتوں کو ان حقوق کی ضمانت فراہم کریں جن کی بدولت وہ ''بچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے کا آزادانہ فیصلہ کرسکیں متعلقہ ضروری معلومات اور تعلیم تک رسائی حاصل کرسکیں اور انہیں ایسے وسائل بھی حاصل ہوں تاکہ وہ ان حقوق سے استفادہ کرسکیں''۔ (شق 16)

منشور کا تیسرا عام تقاضا انسانی حقوق کے بارے میں ہمارے تصور کو وسعت دیتا ہے کیونکہ اس کی بدولت ثقافتی اور روایتی اثرات کو رسمی زاویوں سے پذیرائی ملتی ہے جو عورتوں کے بنیادی حقوق کی ادائیگی میں رخنہ انداز ہوتے ہیں یہ عوامل قدیم رسم و رواج اور طور طریقوں کی صورت میں اثر انداز ہوتے ہیں اور عورتوں کی ترقی پر متعدد قانونی، سیاسی اور اقتصادی قدغنیں عائد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ داخلی تعلقات کی اس صورت حال کے پیش نظر معاہدے کے دیباچے میں زور دیا گیا ہے کہ ''معاشرے اور خاندان کی سطح پر مردوں اور عورتوں کے روایتی کردار میں ایک ایسی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے جس کے طفیل مردوں اور عورتوں کے مابین مکمل برابری حاصل کی جاسکے''۔ اس لحاظ سے فریق ریاستوں کو انفرادی کردار کے سماجی اور ثقافتی اسالیب میں جدت پیدا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ ''ایسے تمام تعصّبات، روایات اور بے جا سرگرمیوں کا خاتمہ ہوسکے جو مرد یا عورت کے بہتر یا کمتر ہونے کی عکاسی کرتی ہوں یا عورتوں اور مردوں کے قدامت پسندانہ کردار پر مبنی ہوں'' (شق 5)۔ (شق 10۔ج) درسی کتب، سکول پروگراموں اور تدریسی طریقوں کا جائزہ لینے کی ذمہ داری متعین کرتی ہے تاکہ تعلیم کے شعبے میں قدامت پسندانہ نظریات کی بیخ کنی کی جاسکے۔ آخر میں ثقافتی اسالیب، جو کام کاج کے خارجی میدان کو ''مرد کی دنیا'' اور گھریلو سرگرمیوں کو ''عورت کی دنیا'' قرار دیتے ہیں کو معاہدے کی جملہ شرائط میں ہدف بنایا گیا ہے۔ یہ شرائط خاندانی زندگی میں مساوی ذمہ داریوں اور تعلیم و روزگار کے حصول کے سلسلے میں مساوی حقوق کی توثیق کرتی ہیں۔ بایں ہمہ معاہدہ ایسے تمام عوامل کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک جامع ضابطہ کار بھی وضع کرتا ہے جو جنس کی بنا پر تفریق کے جواز اور تسلسل کا باعث بنتے ہیں۔ معاہدے پر عمل درآمد عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے قائم کردہ کمیٹی کی نگرانی میں کیا جارہا ہے۔ معاہدہ (CEDAW) کی ذمہ داریوں اور انتظامی امور کا تعین معاہدے کی شق 17 تا 30 میں کردیا گیا ہے یہ کمیٹی ایسے 23 ماہرین پر مشتمل ہے جو متعلقہ حکومتیں نامزد کرتی ہیں اور جن کا انتخاب اعلیٰ اخلاقی اقدار اور معاہدے کے زمرے میں آنے والے شعبوں میں ان کی اعلیٰ مہارت کی بنا پر فریق ریاستیں خود کرتی ہیں۔

کم از کم ہر چار سال بعد فریق ریاستیں کمیٹی کو اپنی قومی رپورٹ پیش کرتی ہیں جن میں ان اقدامات کی وضاحت کی جاتی ہے جو معاہدے کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں۔ سالانہ اجلاس کے دوران کمیٹی کے ارکان حکومتی نمائندوں کے ساتھ مل کر ان رپورٹوں پر بحث کرتے ہیں اور مزید اقدامات کے لئے شعبوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کمیٹی عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا خاتمہ کرنے کیلئے عام سفارشات بھی مرتب کرتی ہے۔

معاہدہ

اس معاہدے میں فریق ریاستیں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

کہ اقوامِ متحدہ کا منشور بنیادی انسانی حقوق، فرد کی عزت و احترام اور مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق پر پختہ یقین کا اعادہ اور اظہار کرتا ہے۔ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ انسانی حقوق کا عالمی منشور امتیازی سلوک کو ناقابل قبول قرار دینے کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ ہر انسان اپنے وقار اور حقوق کے لحاظ سے مساوی اور آزاد نفس کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کہ ہر شخص کو جنسی امتیاز سمیت ہر قسم کی تفریق کے بغیر منشور میں متعین کردہ حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں۔

اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، کہ انسانی حقوق کے عالمی میثاقات میں شریک فریق ریاستوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کو یقینی بنائیں تاکہ وہ اپنے تمام اقتصادی، سماجی، ثقافتی، شہری اور سیاسی استحقاقات حاصل کرسکیں۔

اقوامِ متحدہ کے زیر اہتمام طے پانے والے بین الاقوامی معاہدے اور عورتوں اور مردوں کے مابین حقوق کی برابری کو فروغ دینے والی مخصوص ایجنسیوں کے کردار پر غور کرتے ہوئے،

اقوامِ متحدہ کے زیر اثر اور عورتوں اور مردوں کے مابین حقوق کی برابری کو فروغ دینے والی مخصوص ایجنسیوں کی منظور کردہ بین الاقوامی قراردادوں، اعلانات اور سفارشات پر غور کرتے ہوئے،

اس بات پر سخت تشویش محسوس کرتے ہوئے کہ مختلف انسدادی ضابطوں کے نافذ العمل ہونے کے باوجود عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کرنے کا سلسلہ جاری ہے،

اس امر کی یاد دہانی کراتے ہوئے کہ عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا مساوی انسانی حقوق اور انسانی احترام کے اصولوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے کسی ملک کی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے دھارے میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی مساوی شرائط پر شرکت کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہے، خاندان اور معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا راستہ روک لیتا ہے اور ملک اور انسانیت کی خدمت کے حوالے سے عورتوں کی صلاحیتوں کے بھرپور ارتقاء کو مزید مشکل بنا دیتا ہے،

اس امر پر تشویش محسوس کرتے ہوئے کہ غربت کے عالم میں عورتوں کو خوراک، صحت، تعلیم و تربیت کی سہولتوں اور روزگار اور دوسری ضرورتوں کے کم سے کم مواقع اور رسائی حاصل ہوتی ہے،

یہ امر تسلیم کرتے ہوئے کہ عدل و مساوات پر مبنی نیا عالمی اقتصادی نظام مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کو فروغ دینے میں کلیدی کردار ادا کرے گا،

اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ نسل پرستی کی جملہ اقسام، نسلی امتیاز، سامراجی نظام، نوآبادکاری نظام، جارحیت، غیر ملکی تسلط اور قبضے اور ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا مکمل خاتمہ عورتوں اور مردوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے نہایت ضروری ہے،

اس امر کی توثیق کرتے ہوئے کہ بین الاقوامی امن و سلامتی کو استحکام دینے، عالمی کشیدگی کو ختم کرنے، سماجی و اقتصادی ڈھانچوں کے قطع نظر تمام ممالک کے درمیان باہمی تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینے، جنگی ہتھیاروں کا عمومی اور مکمل طور پر خاتمہ کرنے اور بالخصوص سخت گیر بین الاقوامی نگرانی کے تحت ایٹمی ہتھیاروں کا خاتمہ کرنے، مختلف ممالک کے مابین انصاف، برابری اور باہمی مفادات کے اصولوں کی

پاسداری کرنے، سامراجی طاقتوں اور غیر ملکی تسلط کا شکار ہونے والی قوموں کے حقوق کی بازیابی کیلئے جدوجہد کرنے'' آزادی اور حق خود ارادیت کے حصول کی حمایت کرنے اور قوموں کی علاقائی سالمیت اور قومی خودمختاری کا احترام کرنے سے سماجی ترقی اور آسودگی کو فروغ حاصل ہوگا اور اس کے نتیجے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کے رجحان کو تقویت دینے میں مدد ملے گی،

اِس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ کسی ملک کی بھرپور ترقی، دنیا کی بہتری اور فروغ امن کا تقاضا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مردوں کے ساتھ مساوی شرائط پر زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی اور لازمی بنایا جائے،

اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ خاندانی بہبود اور معاشرتی ارتقاء کے عمل میں عورت کے عظیم کردار کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا، زچگی کی سماجی افادیت اور خاندان کی بہتری اور بچے کی پرورش میں والدین کے کلیدی کردار کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے، یہ امر جانتے ہوئے کہ نسل انسانی کے فروغ میں عورت کے کردار کو امتیازی سلوک کی بنیاد نہیں بننا چاہئے، اور اس امر کو بخوبی محسوس کرتے ہوئے کہ بچوں کی پرورش عورتوں اور مردوں بلکہ بحیثیت مجموعی معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور

یہ حقیقت جانتے ہوئے کہ خاندان کی سطح پر اور معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے روایتی کردار میں تبدیلی لانا ضروری ہے تا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل برابری کو یقینی بنایا جاسکے،

عہد کرتے ہیں کہ عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے اعلامیئے میں طے شدہ اصولوں پر مکمل عمل درآمد کرائیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ تمام مطلوبہ اقدامات کریں گے جو عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور اس کی مختلف اقسام کے قلع قمع کیلئے ضروری ہیں۔

چنانچہ، معاہدے میں شریک تمام فریق ریاستیں حسب ذیل امور پر متفق ہیں:۔

حصہ اول

شق۔1

حالیہ معاہدے کے مقاصد کے حصول کیلئے ''عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک'' کی اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ جنس کی بنا پر کوئی ایسا سلوک، امتناع، پابندی یا تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی جو مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر اور ازدواجی حیثیت کے قطع نظر عورتوں کو حاصل ایسے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے حصول اور ان سے استفادہ کرنے پر اثر انداز ہو یا سیاسی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی، شہری یا کسی بھی شعبہ حیات میں عورتوں کے استحقاق کی نفی کرے یا ان کی بجا آوری میں رکاوٹ کا باعث بنے۔

شق۔2

فریق ریاستیں عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کی مذمت کرتی ہیں، عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کیلئے مناسب اقدامات اور بلا تاخیر حکمت عملی شروع کرنے پر رضامندی ظاہر کرتی ہیں اور اس مقصد کیلئے یہ عہد کرتی ہیں کہ:۔

(ا) وہ عورتوں اور مردوں کی برابری کے اصول کو، اگر پہلے شامل نہیں کیا گیا تو معاہدہ ہذا میں شمولیت کے بعد فوری طور پر اپنے اپنے قومی دساتیر اور دیگر مناسب قانونی ضابطوں میں شامل کریں گی اور قانونی و دیگر ضروری مسائل کی مدد سے اس اصول کی عملی تعبیر کو یقینی بنائیں گی۔

اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ خاندانی بہبود اور معاشرتی ارتقاء کے عمل میں عورت کے عظیم کردار کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا، زچگی کی سماجی افادیت اور خاندان کی بہتری اور بچے کی پرورش میں والدین کے کلیدی کردار کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے، یہ امر جانتے ہوئے کہ نسل انسانی کے فروغ میں عورت کے کردار کو امتیازی سلوک کی بنیاد نہیں بننا چاہئے۔

(ب) وہ عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے انسداد کیلئے مناسب قانون سازی کریں گی اور جہاں مناسب سمجھیں پابندیاں بھی عائد کریں گی۔

(ج) وہ مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر عورتوں کے حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کریں گی اور امتیازی سلوک کے خلاف مجاز قومی ٹربیونلز اور دیگر سرکاری اداروں کے توسط سے عورتوں کے حقوق اور مراعات کے تحفظ کو یقینی بنائیں گی۔

(د) وہ عورتوں کے خلاف کسی امتیازی فعل یا سرگرمی میں ملوث ہونے سے گریز کریں گی اور اس امر کو یقینی بنائیں گی کہ سرکاری حکام اور ادارے اس فرض کی پابندی کریں گے۔

(ر) وہ کسی شخص، تنظیم یا ادارے کی طرف سے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا تدارک کرنے کیلئے تمام ضروری اقدامات کریں گی۔

(ف) وہ قانون سازی سمیت ایسے اقدامات کریں گی جن کے ذریعے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بننے والے موجودہ قوانین، ضوابط رسم و رواج اور روایات میں ترمیم کی جاسکے یا انہیں ختم کیا جاسکے۔

(گ) وہ اپنی قومی تعزیرات میں موجود ایسے تمام قوانین منسوخ کردیں گی جو عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بن رہے ہوں۔

شق۔3

فریق ریاستیں تمام شعبوں، بالخصوص سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی میدان میں قانون سازی سمیت ہر ممکن اقدام کریں گی تا کہ عورتوں کی بھرپور ترقی اور خوشحالی کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور انہیں مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر انسانی حقوق اور آزادیاں حاصل کرنے کی ضمانت دی جاسکے۔

شق۔4

(ا) مردوں اور عورتوں کے درمیان حقیقی برابری کے عمل کو تیز کرنے کیلئے فریق ریاستوں کی طرف سے جاری کردہ عارضی یا خصوصی اقدامات کو موجودہ معاہدے میں وضع کردہ تعریف کے مطابق ''امتیازی سلوک'' تصور نہیں کیا جانا چاہئے اور نہ ہی ایسے اقدامات کسی طور پر غیر مساوی یا علیحدہ معیارات کے جواز پر منتج ہوں گے بلکہ ان کا تسلسل اس وقت ختم ہوجائے گا، جب عورتوں کے حصول میں مناسب مواقع اور سلوک میں برابری کے اہداف حاصل کر لئے جائیں گے۔

(ب) معاہدہ ہذا میں شامل اقدامات سمیت فریق ریاستوں کی طرف سے کئے جانے والے ایسے مخصوص اقدامات کو بھی ''امتیازی اقدامات'' تصور نہیں کیا جائے گا۔ جن کا مدعا زچگی کے دوران عورت کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔

شق۔5

فریق ریاستیں ایسے تمام ممکن اور مناسب اقدام کریں گی جن کی رو سے:۔

(ا) عورتوں اور مردوں کے طرز عمل کے سماجی و ثقافتی نمونوں میں ضروری تبدیلی یا ترمیم کی جاسکے اور ایسے تمام تعصبات، روایات اور رویوں کا خاتمہ کیا جاسکے جو مرد اور عورت میں سے ایک کے بہتر اور دوسرے کے کم تر ہونے کے رسمی مفروضوں یا عورتوں اور مردوں کے روایات پسندانہ کردار کی پاسداری کرنے کے تصورات پر مبنی ہوں۔

(ب) سماجی تقاضے کی حیثیت سے زچگی کے عمل کے بارے

میں مناسب معلومات کے حصول کو خاندانی تعلیم کا حصہ بنایا جاسکے اور بچوں کی پرورش اور نشوونما کے عمل کو مردوں اور عورتوں کی مشترکہ ذمہ داری تسلیم کرایا جاسکے۔ تاہم یہ امر پیش نظر رہے کہ بچوں کی دلچسپی اولین ترجیح حاصل کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

شق۔6

فریق ریاستیں قانون سازی سمیت ایسے تمام مناسب اقدامات کریں گی جن کے ذریعے عورتوں کی تجارت، استحصال اور عصمت فروشی کے رجحانات کا خاتمہ کیا جاسکے۔

حصہ دوم

شق۔7

فریق ریاستیں اپنے اپنے ملک کی سیاسی اور اجتماعی زندگی کی سطح پر عورتوں کے خلاف ہونے والے امتیازی سلوک کے خاتمے اور تدارک کیلئے تمام موزوں اقدامات کریں گی اور بالخصوص مردوں کے ساتھ برابری کی بناء پر عورتوں کے حسب ذیل حقوق کو یقینی بنائیں گی۔

(ا) تمام انتخابات اور رائے شماریوں میں رائے دینے کا حق اور انتخاب کے ذریعے قائم ہونے والے تمام اداروں کا انتخاب لڑنے کا حق،

(ب) سرکاری حکمتِ عملی کی تیاری اور تعمیل میں شریک ہونے، سرکاری عہدہ حاصل کرنے اور سرکاری سطح پر جملہ سرگرمیوں میں فرائض منصبی انجام دینے کا حق،

(ج) ملک کی سیاسی اور اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والی انجمنوں اور غیر سرکاری تنظیموں میں شرکت کرنے کا حق،

شق۔8

فریق ریاستیں ایسے تمام ضروری اقدامات کریں گی جن کے تحت عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر اور بلا امتیاز اپنی اپنی حکومتوں کی بین الاقوامی سطح پر نمائندگی کرنے کے مواقع حاصل کرنے اور بین الاقوامی تنظیموں کے کام میں شرکت کو یقینی بنایا جاسکے۔

شق۔9

(ا) فریق ریاستیں عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر قومیت حاصل کرنے، بدلنے یا برقرار رکھنے کا حق دیں گی۔ وہ اس امر کو خصوصی طور پر یقینی بنائیں گی کہ کسی غیر ملکی فرد کے ساتھ شادی کرنے یا شادی کے دوران خاوند کی طرف سے شہریت تبدیل کر لینے کے باعث بیوی کی شہریت تبدیل نہیں ہوگی اور اس کے باعث وہ شہریت سے محروم نہیں ہوگی اور نہ ہی خاوند کے ملک کی شہریت اس پر مسلط کی جاسکے گی۔

(ب) تاہم، فریق ریاستیں بچوں کی شہریت کے لحاظ سے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیں گی۔

حصہ سوم

شق۔10

فریق ریاستیں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے انسداد کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تاکہ تعلیم کے شعبے میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے مساوی حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا جاسکے اور برابری کی بنا پر انہیں حسب ذیل مفادات یقینی طور پر میسر آسکیں۔

اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ خاندانی بہبود اور معاشرتی ارتقاء کے عمل میں عورت کے عظیم کردار کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا، زچگی کی سماجی افادیت اور خاندان کی بہتری اور بچے کی پرورش میں والدین کے کلیدی کردار کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے، یہ امر جانتے ہوئے کہ نسل انسانی کے فروغ میں عورت کے کردار کو امتیازی سلوک کی بنیاد نہیں بننا چاہئے۔

(ا) روزگار اور پیشہ ورانہ راہنمائی اور دیہی و شہری علاقوں میں قائم ہر قسم کے تعلیمی اداروں سے ڈپلومے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے سازگار ماحول کا حصول، برابری کے اس استحقاق کو عورتوں کیلئے پرائمری سطح سے لے کر عام، فنی، پیشہ ورانہ اور اعلیٰ فنی تعلیم و تربیت کی سطح تک یقینی بنایا جانا۔

(ب) یکساں نصاب، ایک جیسے امتحانی نظام، یکساں تعلیمی استعداد کے حامل تدریسی عملے، یکساں معیاری سکولوں اور یکساں معیار کے ساز وسامان تک رسائی حاصل کرنا،

(ج) مردوں اور عورتوں کے کردار کے بارے میں قدامت پسندانہ تصورات کا ہر قسم کی تعلیم اور تعلیمی مدارج سے خاتمہ کرنا، یہ مقصد مخلوط تعلیم یا اس مقصد کیلئے مدد ثابت ہونے والے دیگر طریقہ ہائے تعلیم کی حوصلہ افزائی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ مقصد خصوصی طور پر نصابی کتب، تدریسی طریقوں اور سکول پروگراموں پر نظر ثانی سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

(د) وظیفوں اور دیگر مطالعاتی اعانتوں سے استفادہ کرنے کے یکساں مواقع کا حصول آسان بنانا،

(ر) تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے تعلیم بالغاں، عملی تعلیم اور خواندگی افزا تعلیمی پروگراموں تک رسائی کے یکساں مواقع کا حصول، بالخصوص ایسے پروگراموں میں عورتوں کی شرکت کو یقینی بنانا جن کا مقصد، ابتدائی مرحلے میں یا جس قدر جلد ممکن ہو، عورتوں اور مردوں کے مابین تعلیمی تفاوت دور کرنا ہو۔

(ف) طالبات کے سکول چھوڑ جانے کی شرح کم کرنا اور ان خواتین اور لڑکیوں کے لئے تعلیمی پروگرام مرتب کرنا جو تکمیل تعلیم سے پہلے سکول چھوڑ چکی ہوں،

(گ) جسمانی تعلیم کے پروگراموں اور کھیلوں میں خواتین کی شرکت کے مساوی موقعوں کا حصول یقینی بنانا،

(ی) خاندانی منصوبہ بندی کی بابت مشاورت اور معلومات کے حصول سمیت خاندان کی صحت اور فلاح و بہبود کے بارے میں خصوصی تعلیم اور معلومات تک رسائی کا حصول آسان بنانا،

شق۔11

1۔ فریق ریاستیں وہ تمام مناسب اقدامات کریں گی جن کی بدولت حصول روزگار کے شعبے میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تفاوت کا خاتمہ کیا جاسکے اور عورت اور مرد کی برابری کی بنا پر حسب ذیل حقوق کے حصول کو بالخصوص عورتوں کیلئے یقینی بنایا جاسکے،

(ا) بنی نوع انسان کے غیر متغیر حق کے طور پر کام کرنے کا حق،

(ب) روزگار کے یکساں مواقع پر حق، جس میں ملازمت میں انتخاب کے ایک جیسے معیاروں کا اطلاق شامل ہے،

(ج) روزگار اور پیشہ اختیار کرنے کا آزادانہ حق، ترقی، تحفظ روزگار، سماجی مفادات اور بہتر شرائط ملازمت حاصل کرنے کا حق، اور اعلیٰ فنی اور جاریہ فنون کی تربیت اور ہنر مندی کے حصول سمیت پیشہ ورانہ تربیت، دوبارہ اور مزید تربیت حاصل کرنے کا حق،

(د) مفادات سمیت مساوی معاوضہ، کام اور ایک جیسے کام میں مساوی سلوک اور کام کے یکساں معیار اور ارتقائی مراحل میں یکساں سلوک اور مساوی حیثیت حاصل کرنے کا حق،

(ر) سماجی تحفظ، بالخصوص ریٹائرمنٹ، بے روزگاری، بیماری، بڑھاپے یا کسی دیگر مجبوری/ معذوری کے باعث کام نہ کرسکنے کے دوران نیز بالمعاوضہ رخصت حاصل کرنے کا حق،

(ف) اپنی صحت کیلئے اور کام کے دوران تحفظ، بالخصوص

تولیدی تقاضے پورے کرنے کے دوران سماجی و اقتصادی تحفظات حاصل کرنے کا حق،

2۔ شادی یا زچگی کی بناء پر عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک پر مبنی رویے کا تدارک کرنے اور کام کرنے کے حق کو مزید موثر بنانے کیلئے فریق ریاستیں بمطابق حسب ذیل موزوں اقدامات کریں گی۔

(ا) عورت کے حاملہ ہوجانے کی بنا پر یا رخصت زچگی حاصل کرنے کی صورت میں عورت کی ملازمت سے برطرفی کا امتناع کریں گی یا ایسے اقدامات پر پابندی عائد کریں گی نیز ازدواجی بنا پر نوکری سے عورت کی برطرفی کا انسداد کریں گی،

(ب) تنخواہ یا مناسب سماجی مفادات کے ساتھ رخصت زچگی کا طریقہ متعارف کرانا اور سابقہ نوکری، سنیارٹی الاؤنسز برقرار رکھنا،

(ج) ضروری امدادی اور سماجی خدمات کی فراہمی کے ذریعے والدین کو باہم مل کر خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریاں انجام دینے کے قابل بنانا، اس ضمن میں بچے کی نگہداشت کی سہولتوں کا جال پھیلا کر اس تصور کو بالخصوص فروغ دینا،

(د) عورتوں کو حمل کے دوران تحفظ فراہم کرنا اور انہیں ایسے کام میں رعایت دینا جو ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہو،

3۔ اس دفعہ کے زمرے میں آنے والے امور کی بابت حفاظتی قانون سازی پر سائنسی اور فنی علوم کی روشنی میں نظر ثانی کی جائے گی اور جہاں ضروری ہو، مناسب اعادہ، تنسیخ یا توسیع کی جائے گی،

شق۔12

1۔ فریق ریاستیں صحت کے شعبے میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تاکہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر خاندانی منصوبہ بندی سمیت تحفظ صحت کی جملہ سہولتوں تک بآسانی رسائی حاصل ہوسکے،

2۔ شق ہذا کے پیرا (1) میں دی گئی مراعات کے علاوہ فریق ریاستیں خواتین کو حمل اور عرصہ جنم کے دوران اور بچے کی پیدائش کے بعد بھی مناسب سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنائیں گی، اس ضمن میں جہاں ضرورت پیش آئے مفت سہولت اور بچے کی پرورش کے دوران مناسب خوراک بھی مہیا کی جائے،

شق۔13

فریق ریاستیں اقتصادی اور سماجی زندگی کے دیگر شعبوں میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے اقدامات کریں گی تاکہ انہیں بمطابق حسب ذیل، مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر یکساں حقوق حاصل ہوسکیں۔

(ا) خاندان کے لئے مفادات کے حصول کا حق،

(ب) بنک قرضے، رہن کے ذریعے قرضہ یا دیگر مالی مفادات حاصل کرنے کا حق،

(ج) تفریحی سرگرمیوں، کھیلوں اور ثقافتی سرگرمیوں میں شرکت کرنے کا حق،

شق۔14

1۔ فریق ریاستیں دیہی خواتین کو درپیش مخصوص مسائل اور شمار میں نہ لائے جانے والے اقتصادی شعبوں سمیت دیہی خواتین کے اس کردار پر بھی غور کریں گی جو وہ اپنے خاندانوں کی اقتصادی کفالت کے لئے

> **ضروری امدادی اور سماجی خدمات کی فراہمی کے ذریعے والدین کو باہم مل کر خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریاں انجام دینے کے قابل بنانا، اس ضمن میں بچے کی نگہداشت کی سہولتوں کا جال پھیلا کر اس تصور کو بالخصوص فروغ دینا۔**

انجام دے رہی ہیں، فریق ریاستیں دیہی علاقوں پر بھی اس معاہدے کے اطلاق کیلئے مناسب اقدامات کریں گی،

2۔ فریق ریاستیں دیہی علاقوں میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کا تدارک کرنے کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تاکہ مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر خواتین بھی دیہی ترقی کے ثمرات سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔ اس ضمن میں فریق ریاستیں خواتین کو حسب ذیل حقوق کی فراہمی یقینی بنائیں گی۔

(ا) تمام سطحوں پر ترقیاتی منصوبوں کی تیاری اور عمل درآمد میں شریک ہونے کا حق،

(ب) خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں معلومات، مشاورت اور خدمات کے حصول سمیت تحفظ صحت کی خاطر خواہ سہولتیں حاصل کرنے کا حق،

(ج) سماجی تحفظ کے پروگراموں سے براہ راست استفادہ کرنے کا حق،

(د) عملی خواندگی سمیت غیر رسمی اور رسمی تعلیم کی جملہ اقسام سے استفادہ کرنے اور کمیونٹی کی طرف سے پیش کردہ توسیعی خدمات سے مفادات حاصل کرنے کا حق تاکہ عورتوں کی فنی استعداد میں اضافہ ہوسکے،

(ر) اپنی مدد آپ کے تحت گروپ بندی یا تنظیمیں قائم کرنے کا حق تاکہ ملازمت یا خود روزگاری کے ذریعے خواتین کو اقتصادی بہتری کے مساوی مواقع میسر آسکیں،

(ف) کمیونٹی کی تمام سرگرمیوں میں شرکت کا حق

(گ) زرعی قرضوں، کاروباری سہولتوں تک رسائی اور مناسب ٹیکنالوجی، زرعی اصلاحات اور اشتمال اراضی کی سکیموں سے استفادہ کرنے کا حق،

(ی) مناسب رہائشی سہولتوں، بالخصوص رہائش، نکاسئ آب، بجلی، پانی، ٹرانسپورٹ اور دیگر مواصلاتی وسائل سے استفادہ کرنے کا حق،

حصہ چہارم

شق۔15

1۔ فریق ریاستیں قانون کی نظر میں خواتین کو مردوں کے مساوی حیثیت عطا کریں گی۔

2۔ فریق ریاستیں سول معاملات میں خواتین کو مردوں سے مماثل قانونی حیثیت دینے اور اسے بروئے کار لانے کے مساوی مواقع فراہم کریں گی، بالخصوص خواتین کو معاہدات طے کرنے اور جاگیروں کا انتظام کرنے کا مساوی حق دیں گی اور عدالتی کارروائی کے تمام مراحل میں ان کے ساتھ مساوی سلوک کریں گی،

3۔ فریق ریاستیں اتفاق کرتی ہیں کہ قانونی تاخیر کے حامل ایسے تمام معاہدات یا نجی ضوابط جو خواتین کی قانونی حیثیت کو محدود کرتے ہوں بے اثر اور کالعدم تصور کئے جائیں گے،

4۔ فریق ریاستیں لوگوں کی آمدورفت اور رہائش یا سکونت کے چناؤ سے متعلق قانون میں خواتین اور مردوں کو مساوی حقوق عطا کریں گی۔

شق۔16

1۔ فریق ریاستیں شادی اور خاندانی تعلقات کے معاملات میں خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمہ کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر بالخصوص، حسب ذیل حقوق کی ادائیگی یقینی بنائیں گی،

(ا) شادی کرنے کا یکساں حق،

(ب) شوہر کے آزادانہ چناؤ اور خواہش کے مطابق شادی کرنے کا حق،

(ج) ازدواجی زندگی کے دوران اور شادی کے خاتمہ کے وقت یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق،

(ر) والدین ازدواجی حیثیت کے قطع نظر، اپنے بچوں سے متعلق معاملات میں بچوں کے مفادات کو بہرصورت مقدم رکھیں گے۔

(ر) بچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے سے متعلق آزادی اور ذمہ داری سے فیصلہ کرنے کا حق، اور ان حقوق کے مناسب استعمال کیلئے مطلوبہ معلومات، تعلیم اور وسائل سے استفادہ کرنے کا حق،

(ن) بچوں کے بارے میں سرپرستی، نگرانی، امانت داری یا سپرداری حاصل کرنے کے یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق یا ایسے اداروں کے بارے میں یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق جہاں قومی سطح پر قانون سازی کے ایسے تصورات موجود ہوں تاہم ہرصورت میں بچوں کے مفادات مقدم سمجھے جائیں گے۔

بچوں کے بارے میں سرپرستی، نگرانی، امانت داری یا سپرداری حاصل کرنے کے یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق یا ایسے اداروں کے بارے میں یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق جہاں قومی سطح پر قانون سازی کے ایسے تصورات موجود ہوں تاہم ہرصورت میں بچوں کے مفادات مقدم سمجھے جائیں گے۔

(گ) میاں اور بیوی کی حیثیت سے ذاتی حقوق بشمول خاندانی نام پیشہ یا روزگار اپنانے کے یکساں ذاتی حقوق،

(ل) جائیداد کی ملکیت، حصول انتظام، اس کی خرید وفروخت خواہ یہ بلا لاگت ہو یا قیمت وصول کرنے کی غرض سے ہو اور اس کا بندوبست کرنے کے سلسلے میں خاوند اور بیوی کو یکساں حقوق کی ادائیگی،

2۔ کسی بچے کی منگنی یا شادی کا کوئی قانونی اثر نہیں ہوگا، اور قانون سازی سمیت تمام ایسے ضروری اقدامات کئے جائیں گے جن کے تحت شادی کی کم سے کم عمر کا تعین ہوسکے اور سرکاری ریکارڈ میں شادی کا اندراج لازمی ہوسکے۔

حصہ پنجم

شق۔17

1۔ معاہدہ ہذا پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کیلئے خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کی انسدادی کمیٹی (جس کا حوالہ بعدازاں بطور کمیٹی دیا جائے گا) قائم کی جائے گی۔ یہ کمیٹی معاہدے میں شمولیت کے موقع پر 18 ارکان پر مشتمل ہوگی جبکہ معاہدے کی توثیق یا معاہدے میں 35ویں ریاست کے بطور فریق شامل ہوجانے کے بعد 23 ایسے ماہرین پر مشتمل ہوگی جو معاہدے کے زمرے میں آنے والے موضوعات پر دسترس رکھتے ہوں اور اعلیٰ اخلاق قدروں کی پاسداری کرنے کی شہرت کے حامل ہوں۔ فریق ریاستیں اپنے شہریوں میں سے ان ماہرین کا انتخاب کریں گی اور وہ ذاتی حیثیت میں کام کریں گے۔ تاہم اس انتخاب میں مساوی جغرافیائی تقسیم اور مختلف تہذیبوں کی نمائندگی اور صفِ اول کے قانونی نظاموں کو مناسب ترجیح دی جائے گی۔

2۔ فریق ریاستوں کی طرف سے نامزد کردہ افراد کی فہرست میں سے خفیہ رائے دہی کے ذریعے کمیٹی کے ارکان کا انتخاب کیا جائے گا۔ ہر ریاست اپنے لوگوں میں سے صرف ایک فرد کی نامزدگی کرسکتی ہے۔

3۔ ابتدائی انتخاب معاہدہ نافذ العمل ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد منعقد کیا جائے گا۔ ہر انتخاب کی تاریخ سے تین ماہ قبل سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ فریق ریاستوں کو ایک چٹھی لکھیں گے اور انہیں دو ماہ کے عرصے میں نامزدگیاں داخل کرانے کی دعوت دیں گے۔ نامزد ہونے والے تمام افراد کے ناموں کی فہرست سیکرٹری جنرل انگریزی حروف تہجی کی ترتیب میں تیار کریں گے اور چٹھی میں نامزدگی بھیجنے والی ریاستیں بھی ظاہر کی جائیں گی۔ یہ فہرست فریقوں کو ارسال کی جائے گی،

4۔ کمیٹی کے ارکان کا انتخاب سیکرٹری جنرل کی دعوت پر طلب کردہ فریق ریاستوں کے اجلاس میں اقوام متحدہ کے صدر دفتر میں ہوگا۔ اس اجلاس میں جس کی دو تہائی ارکان کی حاضری لازمی ہوگی، نامزد افراد میں سے ایسے ارکان کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا جو زیادہ ووٹ حاصل کریں گے۔

5۔ کمیٹی کے ارکان 4 سال کی مدت کیلئے منتخب کئے جائیں گے، تاہم پہلے اجلاس میں منتخب شدہ 9 ارکان کی میعاد عہدہ دوسال پورے ہونے پر ختم ہوجائے گی، ابتدائی انتخاب کے فوراً بعد چیئرمین کمیٹی قرعہ اندازی کے ذریعے ان نو ارکان کا انتخاب کریں گے۔

6۔ کمیٹی کے پانچ اضافی ارکان کا انتخاب شق ہذا کے پیراگراف 2، 3 اور 4 کے مطابق 35ویں توثیق یا رکنیت کے حصول کے بعد کیا جائے گا۔ اس موقع پر منتخب ہونے والے دو اضافی ارکان کی میعاد دوسال پورے ہونے پر ختم ہوجائے گی ان دو ارکان کا انتخاب بھی کمیٹی کے چیئرمین قرعہ اندازی کے ذریعے پہلے کرچکے ہوں گے،

7۔ اتفاقیہ آسامی پر کرنے کیلئے وہ فریق ریاست اپنے شہریوں میں سے کسی ایک کی نامزدگی ارسال کرے گی جس کے نمائندے کی کمیٹی رکن کے طور پر میعاد ختم ہوچکی ہو تاہم یہ نامزدگی کمیٹی کی منظوری کے تابع ہوگی،

8۔ کمیٹی کے ارکان جنرل اسمبلی کی منظوری سے اقوام متحدہ کے مسائل سے ایسی شرائط کے تحت معاوضہ وصول کریں گے جن کا فیصلہ کمیٹی کی ذمہ داریوں کی افادیت کے پیش نظر جنرل اسمبلی کرے گی،

9۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل موجودہ معاہدے کے مطابق کمیٹی کی کارکردگی کو موثر طور پر چلانے کیلئے ضروری عملہ اور سہولتیں فراہم کریں گے۔

شق۔18

1۔ فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو کمیٹی میں زیرغور لائے جانے کیلئے ان تمام قانونی، عدالتی، انتظامی اور دیگر اقدامات کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گی جو اس معاہدے کی شرائط پر عمل درآمد کیلئے یا اس ضمن میں پیش رفت حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں، یہ رپورٹ:۔

(ا) معاہدے میں شامل فریق ریاست اپنی شمولیت کے ایک سال بعد پیش کرے گی اور پھر

(ب) اس کے بعد ہر چار سال بعد یا جب کمیٹی طلب کرے ایسی رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔

2۔ رپورٹ میں ایسے عوامل اور مشکلات کی نشاندہی کی جائے گی جو معاہدہ ہذا کے تقاضوں کی بجا آوری میں رخنہ انداز ہو رہے ہوں،

شق۔19

1۔ کمیٹی اپنے قواعد وضوابط مرتب کرے گی،

2۔ کمیٹی اپنے افسروں کو دوسال کی مدت کے لئے منتخب کرے گی،

شق۔20

1۔ کمیٹی کے سالانہ اجلاس کی میعاد دو ہفتوں سے زائد نہیں ہوگی، اور اس میں معاہدہ ہذا کی دفعہ 18 کے

تحت پیش کردہ رپورٹوں پر غور کیا جائے گا،

2۔ کمیٹی کا اجلاس بالعموم اقوام متحدہ کے صدر دفتر میں یا سہولت کی غرض سے کمیٹی کے مقرر کردہ کسی دیگر مقام پر منعقد ہوگا،

شق۔21

1۔ کمیٹی اپنی سرگرمیوں کے بارے میں ہر سال اقتصادی وسماجی کونسل کے ذریعے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو رپورٹ پیش کرے گی اور فریق ریاستوں کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹس اور معلومات کا جائزہ لے کر مناسب تجاویز اور سفارشات تیار کرے گی، ایسی تمام تجاویز اور سفارشات فریق ریاستوں کے تبصرے، اگر کوئی ہو، کے ہمراہ کمیٹی کی سالانہ رپورٹ میں شامل کی جائیں گی،

2۔ سیکرٹری جنرل کمیٹی کی یہ رپورٹس بغرض اطلاع ''خواتین کی حیثیت سے متعلق کمیشن'' کو ارسال کریں گے،

شق۔22

ماہرین کی ایجنسیوں کو نمائندگی کا استحقاق اس وقت دیا جائے گا جب معاہدہ ہذا کے تحت ان کے دائرہ کار میں آنے والی سرگرمیوں کے بارے میں ان کی تعمیلی رپورٹس زیر غور لائی جائیں گی، تاہم کمیٹی معاہدے پر عمل درآمد کے سلسلے میں ماہرین کو ان سرگرمیوں کے بارے میں کارکردگی رپورٹ پیش کرنے کی دعوت دے سکتی ہے جو ان کے دائرہ کار میں آتی ہوں،

حصہ ششم

شق۔23

معاہدہ ہذا میں شامل کوئی بھی امر خواتین اور مردوں کے درمیان برابری کے حصول کیلئے کی جانے والی کسی ایسی کارروائی یا اقدام پر اثر انداز نہیں ہوگا جو:-

(ا) کسی فریق ریاست کی قانون سازی میں شامل ہو،

(ب) کسی ایسے بین الاقوامی معاہدے، میثاق یا عہد نامے میں شامل ہو جو متعلقہ فریق ریاست میں نافذ العمل ہو،

شق۔24

فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ وہ معاہدہ ہذا میں تسلیم کردہ حقوق کی مکمل قبولیت اور حصول کیلئے قومی سطح پر تمام ممکن اقدامات کریں گی،

شق۔25

1۔ معاہدہ ہذا تمام ریاستوں کو بغرض دستخط پیش کیا جارہا ہے،

2۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو معاہدہ ہذا کے امین کی ذمہ داری سونپی گئی ہے،

3۔ معاہدہ ہذا پر عمل درآمد توثیق کے تابع ہے اور دستاویز توثیق سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کی تحویل میں دے دی جائیں گی،

4۔ معاہدہ ہذا تمام ریاستوں کے الحاق کیلئے کھلا رہے گا تاہم الحاق اس وقت اطلاق پذیر تصور کیا جائے گا جب الحاق کی دستاویزات سیکرٹری جنرل کے حوالے کر دی جائیں گی۔

معاہدہ ہذا کی تشریح اطلاق یا تاویل کے بارے میں دو یا زیادہ فریق ریاستوں کے مابین سر اٹھانے والا کوئی ایسا تنازعہ جو گفت وشنید سے طے نہ ہو سکے، ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کیلئے پیش کیا جائے گا، اگر ثالثی کیلئے دائر کردہ درخواست کی تاریخ سے لے کر چھ ماہ کے اندر فریق ریاستیں ثالث ادارے کی تشکیل پر راضی نہ ہو سکیں تو ان میں سے کوئی ایک فریق ریاست حصولِ انصاف کیلئے تنازعہ عالمی عدالتِ انصاف میں عدالت کے قواعد وضوابط کے مطابق پیش کر سکتی ہے۔

شق۔26

1۔ کوئی بھی فریق ریاست معاہدہ ہذا پر کسی وقت بھی نظر ثانی کرنے کی استدعا کر سکتی ہے، تاہم اس مقصد کیلئے متعلقہ ریاست کو سیکرٹری جنرل اقوامِ متحدہ کے نام ایک تحریر دینا ہوگی،

2۔ اس قسم کی درخواست موصول ہونے پر ضروری اقدام۔ اگر کوئی ہو، کرنے کا فیصلہ اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری کریں گے،

شق۔27

1۔ معاہدہ ہذا کا عملی اطلاق اس تاریخ سے ایک ماہ (30 دن) بعد شروع ہو جائے گا جس تاریخ کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بیسویں توثیق کی دستاویزات یا 20ویں الحاق کے کاغذات وصول ہوں گے،

2۔ تیسویں (30) توثیق کی دستاویزات یا 30 ویں الحاق کی دستاویز موصول ہونے کے بعد توثیق کرنے یا معاہدے میں شامل ہونے والی ریاست پر معاہدے کا اطلاق اس تاریخ کے تیس (30) دن بعد ہوگا۔ جس تاریخ کو اس (ریاست) نے توثیق کی بابت اپنی دستاویزات جمع کرائی ہوں یا معاہدے سے الحاق کا اعلان کیا ہو،

شق۔28

1۔ معاہدے کی توثیق یا اس سے الحاق کے وقت مختلف ریاستوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات سیکرٹری جنرل اقوامِ متحدہ وصول کریں گے اور ان کا متن حسب ضرورت فریق ریاستوں کو جاری کریں گے،

2۔ معاہدے کے اغراض ومقاصد سے مطابقت نہ رکھنے والا کوئی اعتراض داخل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی،

3۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام ارسال کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے اعتراضات کسی وقت بھی واپس لئے جاسکتے ہیں، ایسے نوٹیفکیشن کے بارے میں سیکرٹری جنرل تمام ریاستوں کو مطلع کریں گے۔ تاہم ایسے نوٹیفکیشن کا اطلاق اس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو وہ سیکرٹری جنرل کے دفتر میں وصول ہوگا،

شق۔29

1۔ معاہدہ ہذا کی تشریح اطلاق یا تاویل کے بارے میں دو یا زیادہ فریق ریاستوں کے مابین سر اٹھانے والا کوئی ایسا تنازعہ جو گفت وشنید سے طے نہ ہو سکے، ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کیلئے پیش کیا جائے گا، اگر ثالثی کیلئے دائر کردہ درخواست کی تاریخ سے لے کر چھ ماہ کے اندر فریق ریاستیں ثالث ادارے کی تشکیل پر راضی نہ ہو سکیں تو ان میں سے کوئی ایک فریق ریاست حصولِ انصاف کیلئے تنازعہ عالمی عدالتِ انصاف میں عدالت کے قواعد وضوابط کے مطابق پیش کر سکتی ہے،

2۔ معاہدہ ہذا پر دستخط کرنے، اس کی توثیق کرنے یا معاہدے سے الحاق کرتے وقت اگر کوئی فریق ریاست (چاہے تو) اس دفعہ کے پیراگراف (ا) کی پابندی نہ کرنے کا اعلان کر سکتی ہے، تاہم دوسری ریاستیں بھی اس قسم کا اعلان کرنے والی ریاست کے سلسلے میں مذکورہ پیرے کی پابند نہیں ہوں گی،

3۔ شق ہذا کے پیراگراف (2) کے تحت اعتراض یا اختلاف کا اعلان کرنے والی کوئی فریق ریاست اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو نوٹیفکیشن ارسال کر کے اپنا اعتراض کسی وقت بھی واپس لے سکتی ہے۔

شق۔30

موجودہ معاہدہ جس کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور اطالوی زبانوں میں متن مساوی طور پر مستند ہیں، سیکرٹری جنرل اقوامِ متحدہ کی تحویل میں رکھا جائے گا۔

عورت مارچ 2021 کا چارٹر آف ڈیمانڈز

عورت مارچ لاہور کا مطالبہ ہے کہ 2022-2021 کے مالی بجٹ میں صحت پر خرچ ہونے والے حصے کو جی ڈی پی کے 5 فیصد تک بڑھایا جائے اور خواتین، خواجہ سراء، مخنث افراد کیلئے اور تولیدی، نفسیاتی اور بحالی صحت کے لئے مختص رقم سے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔

1۔ ہمارا تمام صوبائی حکومتوں سے مطالبہ ہے کہ وہ 8 مارچ، 2021 تک تولیدی صحت پر خرچ ہونے والے بجٹ کے حصے کے متعلق معلومات جاری کریں، اور خواتین اور صنفی اقلیتوں کو کووڈ19- کے دوران درپیش مسائل سے نمٹنے کی اپنی حکمتِ عملی واضح کریں۔

2۔ ہم شعبہ صحت کی نجکاری کی کوششوں کو فوری طور پر بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، جو نظامِ صحت کو عوامی خدمت کے منصوبے کی بجائے منافع بخش کاروبار میں تبدیل کرنے کی ہی ایک کوشش ہے۔ ہم تمام افراد کی صحت کی سہولیات تک رسائی کو یقینی بنانے کو ریاست کی ذمہ داری قرار دیتے ہیں۔

3۔ ہم صنفی تشدد کو صحت کا ہی ایک مسئلہ سمجھتے ہیں کیونکہ صنفی تشدد نہ صرف متاثرین کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو متاثر کرتا ہے بلکہ معاشرے پر بھی برے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہم حکومت سے متاثرین کو تشدد کے طویل مدتی اثرات سے نکالنے کیلئے کثیر سرمایہ کاری کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

4۔ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کیمیائی آختہ کاری ایک غیر موثر سزا ہے، جس کی وجہ زنا بالجبر کی وجہ ہوس کو سمجھنا ہے جبکہ اس کی اصل وجہ کسی کا بھی طاقت کے نشے میں چور ہونا ہے۔ ہم اس سزا کو اینٹی ریپ آرڈیننس 2020 سے نکالنے اور اس قانون کو قومی اسمبلی سے ضروری ترامیم کے ساتھ منظور کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

5۔ کووڈ19- کی عالمی وبا کے دوران دیکھ بھال کا کام بڑھنے کی وجہ سے، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ گھر کے کام کو ٹھیکوں کے ذریعے غیر رسمی معیشت کا حصہ بنایا جائے اور خواتین کے اس دیکھ بھال کی معیشت میں اہم کردار کو بھی مزدوری کے زمرے میں لا کر اسے کسی بھی دوسرے کام کے برابر سمجھا جائے۔

6۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ قومی وزارتِ صحت اور این سی او سی کی کووڈ 19- ویکسین پالیسی تمام طبقات، صنفوں، مذہبی اور نسلی اقلیتوں تک ویکسین کی رسائی کو دھیان میں رکھ کر بنائی جائے۔ ہم حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہر جنس بشمول خواجہ سراء اور مخنث افراد کے لیے الگ الگ کووڈ19- کے اعداد وشمار جاری کرے۔

7۔ ہم نشے کی لت اور اس کے استعمال کو عوامی صحت کے مسئلے کے طور پر لیے جانے کے ساتھ ساتھ پسماندہ طبقات میں رائج نشے کی اس لت کو ایک جرم سمجھے جانے کی بجائے ان افراد کی بحالی کے لیے ہر ممکن وسائل بروئے کار لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

8۔ ہمارا ماننا ہے کہ شریکِ حیات اور خاندان کا مانع حمل ذرائع اور صحت کی سہولیات تک رسائی سے جانتے بوجھتے ہوئے انکار بھی گھریلو تشدد کی ہی ایک قسم ہے۔ ہم طبقاتی اور جغرافیائی محلِ وقوع سے قطع نظر، تمام افراد کی جدید مانع ذرائع تک رسائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

9۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ زندگی میں کام آنے والے ہنر اور رضا مندی پر مشتمل تعلیم کو پرائمری اور ثانوی نصاب کا حصہ بنایا جائے تا کہ بچوں کو اپنے جسم پر صرف اپنے اختیار کے متعلق سکھایا جائے اور اس طرح بچوں کے ساتھ بڑھتے ہوئے زیادتی کے واقعات میں کمی لائی جاسکے۔

10۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ زندگی میں کام آنے والے ہنر اور رضا مندی پر مشتمل تعلیم کو پرائمری اور ثانوی نصاب کا حصہ بنایا جائے تا کہ بچوں کو اپنے جسم پر صرف اپنے اختیار کے متعلق سکھایا جاسکے اور اس طرح بچوں کے ساتھ بڑھتے ہوئے زیادتی کے واقعات میں کمی لائی جاسکے۔

11۔ تمام افراد کی اسقاطِ حمل کی محفوظ سہولیات اور معلومات تک رسائی اور سب کے پاس جسمانی خودمختاری ہونی چاہیے۔ ماہ ایام میں استعمال ہونے چاہیے۔ ماہِ ایام میں استعمال ہونے والی حفظان صحت کی مصنوعات پر ٹیکس میں چھوٹ دے کر سب تک ان اشیاء کی فراہمی کو یقینی بنانا چاہیے۔

12۔ صحت کے شعبے سے وابستہ افراد کی کام کی جگہوں کو محفوظ بنانا لازم ہے اس لیے ہم پروٹیکشن اگینسٹ ہراسمنٹ آف وومن ایٹ ورک پلیس ایکٹ 2010 کے مطابق شعبہ صحت کے ہر ادارے میں باضابطہ جنسی ہراسانی کی کمیٹیوں کی تشکیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس قانون میں ترامیم کر کے اس قانون اور اس میں موجود ہراسانی کی تعریف کا دائرہ کار مریضوں کے ساتھ ہونے والے ہراسانی اور کام کی جگہ کے باہر نجی اور عوامی مقامات تک بڑھانا اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔

13۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مخنث افراد اور خواجہ سراؤں کو صحت کی سہولیات تک بلاامتیاز اور مساوی رسائی دی جائے۔ حکومت کو ان افراد سے اچھے برتاؤ کے لیے طبی عملے کی تربیت، غلط صنف کی تشخیص اور طبی عملے میں پائے جانے والے تعصب کے خاتمے کے لیے سرمایہ لگانے کی ضرورت ہے۔

14۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت پانی اور فضائی آلودگی کو صحت اور ماحول، خاص طور پر پسماندہ اور کمزور یا غیر محفوظ طبقے کے لیے خطرہ قرار دیتے ہوئے ہنگامی حالت کا نفاذ عمل میں لائے۔

15۔ ہمارا ماننا ہے کہ طبی تحقیق کرتے وقت جنس کو ایک متغیر کے طور پر شمار نہ کرنے سے صحت کے اس بحران کی شدت میں اضافہ ہوگا۔ ہم بائیوسٹڈی رولز 2017 کی شق نمبر 20 کے مطابق ایک ایسی پبلک قومی کلینیکل ٹرائل رجسٹری کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں جو عالمی ادارہ صحت کے پرائمری رجسٹریوں کے معیار پر پوری اترتی ہو۔

بین الاقوامی قانون اور ذہنی بیماریوں کا شکار افراد کا تحفظ

2007ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کرتے ہوئے تمام ریاستوں سے مطالبہ کیا کہ وہ: 'سزائے موت کا استعمال بتدریج محدود کریں اور ان جرائم پر موت کی سزا نافذ نہ کریں جن کا ارتکاب 18 سال سے کم عمر افراد، حاملہ خواتین یا پھر ذہنی یا عقلی معذوری کا شکار افراد نے کیا ہو' [1]

اقوام متحدہ کا رکن ہونے کے ناتے، حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کے ان متعدد معاہدوں کی پاسداری پر رضامندی ظاہر کی ہے جو ذہنی بیماریوں سے متاثرہ افراد کو حقوق اور خصوصی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ان میں شامل ہے:

بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری وسیاسی حقوق

پاکستان نے آئی سی سی پی آر کی توثیق 2010ء میں کی تھی۔آئی سی سی پی آر میں شامل شہری وسیاسی حقوق شہریوں کو حکومت کے ان اقدامات سے تحفظ فراہم کرتے ہیں جوان کی آزادی، خلوت، اور اظہار رائے اور اجتماع کی آزادی سے متجاوز ہوں۔ ذہنی معذوریوں کا شکار افراد نے ان حقوق سے مسلسل مدد حاصل کی ہے اور ان حقوق کی جانب سے فراہم کردہ تحفظ سے استفادہ کیا ہے۔مثال کے طور پر، ظالمانہ، غیر انسانی، اور ذلت آمیز برتاؤ کی ممانعت (آرٹیکل 7) نے ذہنی طور پر معذور افراد کو سول حوالگی کے حوالے سے خودمختار بنایا ہے تاکہ وہ قید اور برتاؤ کے بہتر حالات کے بارے میں بحث کرسکیں۔[2] اسی طرح، من مانی حراست یا گرفتاری کا نشانہ نہ بنائے جانے کے حق نے ان اقدامات کو تقویت بخشی ہے جن کا تعلق ذہنی معذوری کا شکار افراد کے لیے سول یا فوجداری قید کے حوالے سے مناسب باضابطہ تحفظ کو یقینی بنانے سے ہے۔[3]

آئی سی سی پی آر کا آرٹیکل 26 تمام افراد کو نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دیگر رائے، قومی یا سماجی ماخذ، جائیداد، پیدائش یا دیگر حیثیت سے بالاتر ہوکر، برابری اور عدم امتیاز کی ضمانت دیتا ہے۔آئی سی سی پی آر کی نگرانی کے لیے قائم کردہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی نے عمومی تبصرہ نمبر 18 جاری کیا جو آرٹیکل 26 کے تحت معذوری کا شکار افراد کے خلاف امتیازی سلوک سے تحفظ کی وضاحت کرتا ہے۔[4] یہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ برابر سلوک کا مطلب ہمیشہ ہو بہو برتاؤ نہیں ہوتا اور یہ کہ ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان حالات کے خاتمے کے لیے اقدامات کریں جو امتیازی سلوک کو دوام بخشتے ہیں۔

آرٹیکل 7 سے متعلق اپنے تبصروں میں، انسانی حقوق کی کمیٹی نے واضح کیا ہے کہ 'ایذا رسانی۔۔۔ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک' کا اطلاق 'میڈیکل اداروں پر ہوتا ہے چاہے یہ سرکاری ہوں یا نجی۔' آرٹیکل 7 پر عمل درآمد کے اظہار کے لیے، تمام حکومتوں نے آئی سی سی پی آر کی توثیق کی ہے؛ انہیں طبی اور خاص کر نفسیاتی نگہداشت کی فراہمی کے لیے حالات اور طریق ہائے کار پر بھی توجہ دینی چاہیئے۔ نفسیاتی ہسپتالوں میں حراست، اس شعبےمیں زیادتیوں کی روک تھام کے لیے کیے گئے اقدامات، نفسیاتی ہسپتال میں نظر بند افراد کے لیے دستیاب اپیلوں اور رپورٹنگ کے عرصے کے دوران درج کرائی گئیں شکایات سے متعلق معلومات فراہم کی جانی چاہئیں۔

آئی سی سی پی آر اور ذہنی طور پر بیمار افراد کی پھانسیاں

انسانی حقوق کی کمیٹی نے اپنے کئی فیصلوں میں تسلیم کیا ہے کہ ذہنی طور پر بیمار افراد کی پھانسی کی ممانعت ہے کیونکہ آئی سی سی پی آر کے آرٹیکل 6 اور 7 کے تحت یہ ایک ظالمانہ، غیر انسانی اور ذلت آمیز سلوک ہے۔

فرانسس بنام جمیکا جمیکا

(Communication No. 606/1994) [U. N. Doc. CCPR/C/54 /D/606 /1994] (1995)

ایچ آر سی نے قرار دیا کہ 'سزائے موت' سے متعلق قید اور ایک ایسے قیدی کی پھانسی ذہنی صحت 'شدید ابتر' ہو چکی ہو، ظالمانہ، غیر انسانی، اور ذلت آمیز سلوک کا باعث بنتی ہے۔

سہادتھ بنام ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو

(Communication No. 684 /1996 , CCPR/C/74 /D/684 , Apr. 15 , 2002)

مصنف کے اس دعوے کے حوالے سے کہ ذہنی طور پر ناقابل فرد کی پھانسی معاہدے کے آرٹیکل 6 اور 7 کی خلاف ورزی موجب بنتی ہے، کمیٹی کے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ مصنف کا وکیل یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ سزائے موت سنائے جانے کے وقت اس کا مؤکل ذہنی طور پر ناقابل تھا، اور یہ کہ اس کا دعویٰ اس وقت پر مرتکز ہے جب پھانسی کا وارنٹ جاری ہوا تھا۔وکیل نے ایسی معلومات فراہم کی ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ ڈیتھ وارنٹ پڑھے جانے کے وقت اس کے مؤکل کی ذہنی حالت سے اس کے اردگرد کے لوگ واقف تھے اور جیل حکام کو بھی اس کا علم ہونا چاہیئے تھا۔ اس معلومات کو فریق ریاست نے چیلنج نہیں کیا۔کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ مصنف نے معاہدے کے آرٹیکل 7 کی خلاف ورزی کی ہے۔'

عالمی معاہدہ برائے معاشی، سماجی و ثقافتی حقوق (آئی سی ای ایس سی آر)

پاکستان نے آئی سی ای ایس سی آر کی توثیق 2008ء میں کی تھی۔ آئی سی ای ایس سی آر کا آرٹیکل 12 'ہر فرد کے جسمانی اور ذہنی صحت کے اعلیٰ ترین قابل حصول معیار سے لطف اندوز ہونے کے حق' کو تسلیم کرتا ہے۔آرٹیکل 12 کی تشریح اس طرح سے کی گئی ہے کہ حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صحت کے تحفظ اور فروغ کے لیے خصوصی اقدامات کریں۔[5] صحت کے حق کو نہ صرف شعبہ صحت کی ترقی کے لیے ضروری حکومتی اقدامات یا خدمات کے 'مثبت' حق بلکہ غیر صحت مند یا خطرناک حالات سے تحفظ کے 'منفی' حق کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔[6]

1۔ سزائے موت کے استعمال پر پابندی سے متعلق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد (UN General Assembly A/Res/69/ 186) Para 5(d).

2۔جیسے کہ دیکھیں: آشنگ ڈین بنام برطانیہ، 93 Eur. Ct. H.R. (ser. A) at 19 (1985) (ایسے ذہنی معذور فرد سے متعلق بحث جس کا دعویٰ ہو کہ اس کی سخت سکیورٹی کے حامل ہسپتال منتقلی کا نتیجہ اس کی آزادی سے محرومی کی صورت میں نکلا ہے)۔

3۔جیسے کہ ملاحظہ کریں: وِنٹر ورپ بنام ہالینڈ، 33 Eur. Ct. H.R. (ser. A) at 24-25 (1979) (یہ معلوم کرنا کہ ہالینڈ میں ذہنی معذور افراد ایکٹ کے حوالے سے عدالتی کارروائیاں ای سی ایچ آر کے آرٹیکل کے سیکشن 4 کے تحت ناکافی باضابطہ تحفظات تھے)۔

4۔اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی، عمومی تبصرہ نمبر 18، عدام امتیاز، اقوام متحدہ کے سرکاری ریکارڈ، Records Suppl. No. 40 (A/45/40): 173-175. 5۔جیسا کہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق سے متعلق ہائی کمشنر، میری رابنسن نے کہا ہے، 'صحت کے حق کا مطلب صحت مند ہونے کا حق نہیں ہے، نہ ہی اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب حکومتوں کو صحت کی ایسی مہنگی خدمات متعارف کرانی چاہئیں جن کے لیے ان کے پاس وسائل نہ ہوں۔لیکن حکومتوں اور صحت عامہ کے اداروں پر لازم ہے کہ وہ ایسی پالیسیاں اور ایکشن پلان شروع کریں جو کم سے کم ممکنہ وقت میں تمام لوگوں کے لیے دستیاب اور قابل رسائی نگہداشت صحت کا باعث بنیں۔اس بات کو یقینی بنانا ایک ایسا چیلنج ہے جو انسانی حقوق کی برادری اور صحت عامہ کے ماہرین دونوں کو درپیش ہے۔' عالمی ادارہ صحت، صحت اور انسانی حقوق سے متعلق سوال و جواب۔6۔ایضاً

آئی سی ای ایس سی آر کی شرائط کی مزید وضاحت کے لیے، عمومی تبصرہ نمبر 14 ذہنی بیماری کا شکار افراد کے تحفظ اور ذہنی نگہداشت صحت کے حوالے سے اقوام متحدہ کے اصولوں کو معاہدے کے تحت ریاست کی ذمہ داریوں سے متعلق ایک گائیڈ کے طور پر تسلیم کرتا ہے، خاص طور پر غیر مناسب جابرانہ سلوک سے تحفظ کے حوالے سے۔[7] معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی کمیٹی کا عمومی تبصرہ نمبر 5 کہتا ہے کہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق سے متعلق معیارات — جیسے کہ ایم آئی ضوابط اور معذوری کا شکار افراد کے لیے مساوی مواقع سے متعلق اقوام متحدہ کے معیاری ضوابط — کو معاہدے کے تحت ریاست کی ذمہ داریوں کی تشریح کے لیے استعمال کیا جانا چاہئے۔ یہ معیارات ذہنی بیماری کا شکار افراد کے لیے مندرجہ ذیل حقوق ترتیب دیتے ہیں۔

ذہنی معذوری کا شکار افراد کے تحفظ اور ذہنی نگہداشت صحت کے لیے اقوام متحدہ کے ضوابط

1991ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 'ذہنی بیماری کا شکار افراد کے تحفظ اور ذہنی نگہداشت صحت کی بہتری کے لیے ضوابط' (ایم آئی ضوابط) کی منظوری دی۔ ایم آئی ضوابط کو 'بین الاقوامی سطح پر ذہنی معذوری کا شکار افراد کے حقوق کے تحفظ کے لیے مکمل ترین معیارات' کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔[8] جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، نگرانی اور نفاذ سے متعلق بین الاقوامی باڈیز ان اصولوں کو آئی سی ای ایس سی آر کی شرائط کی مستند تشریح کے طور پر استعمال کرتی رہی ہیں۔

یہ اصول 'بہترین ذہنی نگہداشت صحت' اور ذہنی بیماری کی بناء پر امتیاز سے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں۔ اس بات پر غور کرنا ضروری ہے ان اصولوں کا ذہنی معذوریوں کا شکار تمام افراد پر اطلاق ہوتا ہے۔ ان میں مشتبہ مجرم اور جیلوں میں بند افراد بھی شامل ہیں۔

اصول نمبر 4 تقاضہ کرتا ہے کہ 'اس بات کا تعین کہ کوئی شخص ذہنی بیماری کا شکار ہے، تشخیص کے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ معیارات اور ان معیارات کی مطابقت میں کیا جائے جن کا ذکر امریکی ایسوسی ایشن برائے نفسیات (ڈی ایس ایم) کے تشخیصی و شماریاتی کتابچے یا بیماریوں کی بین الاقوامی زمرہ بندی (آئی سی ڈی-10) میں موجود ہے، نیز ان افراد کی اہلیتوں پر توجہ دی جائے جو ذہنی بیماری کا دعویٰ کرتے ہوں۔

اصول نمبر 20 کا تعلق ان مجرموں کے حقوق سے ہے 'جو کسی ذہنی بیماری میں مبتلا ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں یا جن کے بارے میں کہا جاتا ہو کہ وہ ایسی بیماری کا شکار ہیں'۔ اصول نمبر (2)20 اور (3)20 کہتے ہیں:

2۔ ایسے تمام افراد کو بہترین دستیاب ذہنی نگہداشت صحت ملنی چاہئے جیسا کہ اصول نمبر 1 میں انتظام کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کا ان پر ہر ممکنہ حد تک، اور صرف ایسی محدود تبدیلیوں اور استثنا کے ساتھ اطلاق ہوگا جو حالات کے مطابق ضروری ہوں۔ ایسی کوئی بھی تبدیلیاں اور استثنا اصول نمبر 1 کے پیراگراف 5 میں درج ذرائع کے تحت افراد کے حقوق پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

3۔ ملکی قانون کسی عدالت یا دیگر مجاز اتھارٹی کو، مجاز اور آزاد طبی مشورے پر کارروائی کرتے ہوئے، ایسے افراد کو کسی ذہنی صحت کے مرکز داخل کرانے کے احکامات جاری کرنے کا اختیار دے سکتا ہے۔

معذوری کا شکار افراد کے حقوق کا معاہدہ

پاکستان نے جولائی 2011ء میں سی آر پی ڈی کی توثیق کی۔ معاہدے کے آرٹیکل 14 آزادی کے حق اور معذوری کا شکار تمام افراد اور 'بالخصوص عقلی معذوری اور نفسیاتی معذوریوں کا شکار افراد' کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔[9] آرٹیکل 13 جس کا عنوان 'انصاف تک رسائی' ہے کہتا ہے:

(1) فریق ریاستیں دیگر افراد کے مساوی بنیادوں پر معذوری کا شکار افراد کی انصاف تک مؤثر رسائی کو یقینی بنائیں گی، بشمول باضابطہ اور عمر کے لحاظ سے مناسب انتظامات کے ذریعے، تاکہ تمام قانونی کارروائیوں، بشمول تفتیشی اور دیگر ابتدائی مراحل میں ان کے بطور بلاواسطہ اور بالواسطہ شرکاء، بشمول بطور گواہ مؤثر کردار کے حوالے سے آسانی پیدا کی جا سکے۔

(2) معذوری کا شکار افراد کی انصاف تک رسائی کو یقینی بنانے کے لیے، فریق ریاستیں انصاف کے انتظام وانصرام کے شعبے میں کام کرنے والوں بشمول، پولیس اور جیل عملے کی مناسب تربیت کو فروغ دیں گی۔

معاہدے کے آرٹیکل 13 میں انصاف تک رسائی کی دفعہ نہ صرف ہمیں اس بات کی یاددہانی کراتی ہے بلکہ اس کی تصدیق بھی کرتی ہے کہ معذوری کا شکار افراد کو قانونی نمائندگی اور تحفظ میں مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ معذوری کا شکار افراد کو اکثر تیزی سے کمیاب ہوتی مفت یا کم خرچ قانونی خدمات پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور اسی لیے ان کے پاس اس حوالے سے چناؤ کا اختیار نہیں ہوتا کہ ان کی نمائندگی کون کرے گا، اور ان کی قانونی نظام کے بارے میں سمجھ بوجھ اور اس تک رسائی محدود ہوتی ہے۔ ماہرانہ قانونی خدمات کی لاگت اور دستیابی سے متعلق مسائل کا ادراک کرنا بھی انتہائی اہم ہے۔

معذوری کا شکار افراد کے حقوق کی کمیٹی، جو کہ معاہدے کی نگران باڈی ہے، نے قرار دیا ہے کہ ایسے مشتبہ مجرم جنہیں ٹرائل کے لیے غیر موزوں قرار دیا گیا ہو، انہیں نہ تو جرم کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قید کیا جا سکتا ہے۔ کمیٹی تجویز دی ہے کہ معذوری کا شکار تمام افراد جن پر جرائم کا الزام عائد کیا گیا ہو اور جنہیں بغیر ٹرائل کے جیلوں اور اداروں میں قید رکھا گیا ہو، کو جرائم کے الزامات کے خلاف اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے، اور انہیں مطلوبہ معاونت اور سہولت فراہم کی جائے تاکہ ان کی مؤثر شرکت میں آسانی پیدا کی جا سکے۔[10] نیز منصفانہ ٹرائل اور معین طریقہ کار کو یقینی بنانے کے لیے طریقہ کار سے متعلق سہولیات فراہم کی جا سکیں۔[11]

7۔ صحت کے اعلیٰ ترین قابل حصول معیار کے حق سے متعلق عمومی تبصرہ نمبر 14 (2000)(E/C.12/2000/4) (عالمی معاہدہ برائے معاشی، سماجی و ثقافتی حقوق کا آرٹیکل 12)، جس کی معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی کمیٹی نے اپریل/مئی 2000ء میں اپنے بائیسویں اجلاس میں منظوری دی تھی۔

8۔ وِکٹر روزاریو کانگو کا کیس، بین امریکی کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ 99/29، کیس 11427 ایکواڈور جس کی اجلاس نمبر 1424 میں منظوری دی گئی، OEA/Ser/L.V/II.) Doc. 26, March 9, 1999, para. 54 کمیشن نے مزید کہا کہ یہ اصول ذہنی صحت کے نظام ہائے کار کے ڈیزائن اور اس کی ااصلاح کے حوالے سے ریاستوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور موجودہ نظام ہائے کار کی سرگرمی کا جائزہ لینے میں انتہائی سودمند ہیں۔

9۔ 13 دسمبر 2006 کو منظور کیا گیا۔ مکمل متن www.un.org/disabilities/convention/conventionfull/shtml پر دستیاب ہے۔ معذوری کا شکار افراد کا معاہدہ (سی آر پی ڈی) 3 مئی 2008ء کو نافذ ہوا۔

10۔ CRPD/C/AUS/CO/1: para. 30.

11۔ CRPD/C/MNG/CO/1, para. 25, CRPD/C/DOM/CO/1, para. 29 a), CRPD/C/CZE/CO/1: para. 28, CRPD/C/HRV/CO/1, para. 22, CRPD/C/DEU/CO/1, para. 32, CRPD/C/DNK/CO/1: para. 34 and 35, CRPD/C/ECU/CO/1, para. 29 b), CRPD/C/KOR/CO/1, para. 28, CRPD/C/MEX/CO/1: para. 27, CRPD/C/NZL/CO/1: para. 34.

کمیٹی نے کہا ہے کہ معاہدے کے تحت ذہنی طور پر بیمار افراد کے مقدمات کی فوجداری کارروائیوں میں، قید یا دیگر اقسام کی حراست کے ذریعے آزادی سے محرومی صرف اس صورت میں ہونی چاہئے جب اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو اور جب متبادل راستے کے پروگرام، بشمول قابل بحالی انصاف، مستقبل کے جرائم کو روکنے کے لیے ناکافی ہو۔[12]

کمیٹی نے حراستی مقامات، خاص کر جیلوں میں رہن سہن کے ناقص حالات پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور تجویز کیا ہے کہ فریق ریاستیں یقینی بنائیں کہ حراستی مقامات قابل رسائی ہوں اور یہ رہن سہن کے انسانی حالات فراہم کرتے ہوں۔ اس نے حال ہی میں تجویز کیا ہے' کہ اداروں میں رہن سہن کے خراب حالات میں بہتری کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔'[13] اس کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ فریق ریاستیں ایسے مناسب بندوبست کی فراہمی کے لیے قانونی فریم ورک تشکیل دیں جو معذوری کا شکار افراد کے وقار کا تحفظ کریں، اور اس حق کی جیلوں میں قید افراد کے لیے بھی ضمانت دیں۔[14] اس نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ معاہدے کے قانونی نمونے کی مطابقت میں انصاف اور جیل کے حکام کے لیے تربیتی نظام ہائے کار کو فروغ دیا جائے۔'[15]

کمیٹی نے یہ بھی کہا ہے کہ معاہدے کے تحت ایک فریق کو یہ یقینی بنانے کے لیے تمام متعلقہ اقدامات کرنے چاہئیں کہ زیر حراست معذوری کا شکار افراد اپنے حراستی مقام میں آزادانہ طور پر رہ سکیں اور روزمرہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں مکمل شرکت کر سکیں۔ کمیٹی نے یہ بھی کہا کہ ان افراد کی مساوی بنیادوں پر مختلف شعبوں اور خدمات، جیسے کہ غسل خانوں، احاطوں، لائبریریوں، مطالعے کی جگہوں، ورکشاپوں اور طبی، نفسیاتی، سماجی اور قانونی خدمات تک رسائی کو بھی یقینی بنایا جائے۔ کمیٹی نے زور دیا ہے کہ رسائی اور مناسب بندوبست کی کمی معذوری کا شکار افراد کو حراست کے ایسے غیر معیاری حالات سے دوچار کر دیتی ہے جو معاہدے کے آرٹیکل 17 کے متضاد ہیں۔

ذہنی طور پر پسماندہ افراد سے متعلق اعلامیہ [16]

1971ء میں، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 'ذہنی طور پر پسماندہ افراد سے متعلق اعلامیہ' (ایم آر اعلامیہ) منظور کیا۔ اعلامیے کے تحت، ذہنی معذوری کا شکار افراد کو 'دوسرے انسانوں جیسے حقوق حاصل ہیں'، جو ایسے معین طریق کار کے بغیر محدود نہیں کیا جا سکتے 'جس میں ہر قسم کی زیادتی کے خلاف باقاعدہ قانونی تحفظات کا شامل ہونا ضروری ہے۔' محض طبی تشخیص پر انحصار کرنے کی بجائے، ایم آر اعلامیہ ذہنی معذوری کا شکار ہر فرد کو کسی 'قابل ماہر' کے ذریعے اپنی 'سماجی قابلیت' کی جانچ کا حق دیتا ہے۔ نااہلیت کے کسی بھی دعوے کا مرحلہ وار جائزہ لیا جانا چاہئے، اور ایسا فرد جس کے حقوق محدود کیے گئے ہوں اسے عدالت میں اپیل کا حق حاصل ہے۔

اعلامیہ آرٹیکل 6 کے تحت مزید کہتا ہے کہ 'ذہنی طور پر پسماندہ فرد کو استحصال، زیادتی اور ذلت آمیز سلوک سے تحفظ کا حق ہے۔ اگر اس کے خلاف کسی جرم کی بناء پر قانونی کارروائی کی گئی ہو تو اسے قانون کے معین طریقہ کار کا مکمل حق ہوگا اور اس کی ذہنی ذمہ داری کے درجے کو مکمل طور پر تسلیم کیا جائے گا۔'

اس کے علاوہ آرٹیکل 7 کہتا ہے:

'جب بھی ذہنی طور پر پسماندہ افراد، اپنی معذوری کی شدت کی بناء پر، اپنے تمام حقوق کو معنی خیز طریقے سے استعمال کرنے سے قاصر ہوں یا ان کے کچھ یا تمام حقوق کو رد کرنا ضروری ہو جائے تو اس پابندی یا حقوق کی نفی کے لیے استعمال کیے گئے طریقہ کار میں ہر قسم کی زیادتی کے خلاف مناسب حفاظتی اقدامات شامل ہونے چاہئیں۔ یہ طریقہ کار قابل ماہرین کی جانب سے ذہنی پسماندگی کا شکار افراد کی سماجی اہلیت کے جائزے پر مبنی ہونا چاہئے اور اسے مرحلہ وار جائزے اور اعلیٰ حکام کو اپیل کے حق کے تابع ہونا چاہئے۔

سزائے موت کا سامنا کرنے والے افراد کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دینے والے حفاظتی اقدامات (ای سی او ایس او سی قرارداد 50/1984 مئی 1984ء کی جانب سے منظور شدہ)

اعلامیہ آرٹیکل 6 کے تحت مزید کہتا ہے کہ 'ذہنی طور پر پسماندہ فرد کو استحصال، زیادتی اور ذلت آمیز سلوک سے تحفظ کا حق ہے۔ اگر اس کے خلاف کسی جرم کی بناء پر قانونی کارروائی کی گئی ہو تو اسے قانون کے معین طریقہ کار کا مکمل حق ہوگا اور اس کی ذہنی ذمہ داری کے درجے کو مکمل طور پر تسلیم کیا جائے گا۔'

اقوام متحدہ کی معاشی و سماجی کونسل (ای سی او ایس او سی) نے 1984ء میں 'سزائے موت کا سامنا کرنے والے افراد کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دینے والے حفاظتی اقدامات' کی منظوری دی۔ اسی سال، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ان حفاظتی اقدامات کی تائید کی۔ سزائے موت کا سامنا کرنے والے افراد کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دینے والے حفاظتی اقدامات ایسے کم از کم معیارات کا خلاصہ کرتے ہیں جن کا ان ممالک پر اطلاق کیا جاتا ہے جنہوں نے سزائے موت کا استعمال جاری رکھا ہوا ہے۔[17]

تیسرا حفاظتی اقدام کہتا ہے کہ:

3'۔ ایسے افراد جن کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت 18 سال سے کم تھی انہیں موت کی سزا نہیں دی جائے گی، نہ ہی سزائے موت کا حاملہ خواتین، یا حال ہی میں ماں بننے والی خواتین، یا ان افراد پر اطلاق کیا جائے گا جو فاتر العقل ہو چکے ہوں۔'

معاشی اور سماجی کونسل نے 1988ء میں تیسرے حفاظتی اقدام میں ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ 'ذہنی پسماندگی یا انتہائی محدود اہلیت سے متاثرہ افراد'۔

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل نے 2015ء اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کو دی گئی رپورٹ 'سزائے موت اور سزائے موت کا سامنا کرنے والے افراد کے تحفظ کی ضمانت دینے والے حفاظتی اقدامات پر عملدرآمد'[18] میں ان حفاظتی اقدامات کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

12۔ CRPD/C/HRV/CO/1, para. 22, CRPD/C/DEU/CO/1, para. 32, CRPD/C/DNK/CO/1: para. 34 and 35,

13۔ CRPD/C/HRV/CO/1: para. 24.

14۔ CRPD/C/COK/CO/1, para. 28 b), CRPD/C/MNG/CO/1, para. 25, CRPD/C/TKM/CO/1 para. 26 b), CRPD/C/CZE/CO/1, para. 28,CRPD/C/DEU/CO/1, para. 32 c), CRPD/C/KOR/CO/1, para. 29, CRPD/C/NZL/CO/1, para. 34, CRPD/C/AZE/CO/1, para. 31, CRPD/C/AUS/CO/1, para. 32 b), CRPD/C/SLV/CO/1: para. 32.

15۔ CRPD/C/MEX/CO/1: para. 28.

16۔ ذہنی طور پر پسماندہ افراد کے حقوق سے متعلق اعلامیہ، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد۔ 2586/1971

17۔ http://www.ohchr.org/EN/Issues/DeathPenalty/Pages/DPIndex.aspx.

18۔ http://repository.un.org/handle/11176/340297.

'تیسرے حفاظتی اقدام کے تحت سزائے موت سے تحفظ پانے والے افراد کی آخری زمرہ بندی میں وہ 'افراد شامل ہیں جو فاترالعقل ہوگئے ہوں۔' معاشی وسماجی کونسل نے بعدازاں اس میں اضافہ کرتے ہوئے سفارش کی رکن ریاستیں 'ذہنی پسماندگی یا انتہائی محدود ذہنی قابلیت، چاہے سزا یا پھر پھانسی کے مرحلے پر، سے متاثرہ افراد کے لیے سزائے موت ختم کردیں۔' ایذارسانی اور دیگر ظالمانہ، غیرانسانی یا ذلت آمیز سلوک سے متعلق خصوصی مندوب نے ذہنی معذوریوں کا شکار افراد کے مقدمات میں سزائے موت کے اطلاق اور نفاذ کو خاص طور پر ظالمانہ، غیرانسانی اور ذلت آمیز اور عالمی معاہدہ برائے شہری و سیاسی حقوق کے آرٹیکل 7 اور ایذارسانی کےخلاف معاہدے کے آرٹیکل 1 اور 16 کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ اسی طرح، ماورائے عدالت، فوری یا من مانی پھانسیوں سے متعلق خصوصی مندوب نے کہا ہے کہ 'نفسیاتی معذوریوں کا شکار افراد پر سزائے موت کا اطلاق سزائے موت کے متعلق حفاظتی اقدامات کی خلاف ورزی ہے۔'[19]

اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل نے مزید کہا کہ ذہنی طور پر بیمار قیدیوں کے حقوق کے احترام کے حوالے سے اقوام متحدہ کی رکن ریاستوں کی دو ذمہ داریاں ہیں:

'پہلی بات، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ سزائے موت کے لائق جرم کے ملزم کی ذہنی صحت کے حوالے سے اپنے پاس موجود تمام ریکارڈ اور معلومات کا جائزہ لیں۔ دوسری بات یہ کہ ریاست وہ کسی بھی نادار فرد کو تمام ضروری ذرائع مہیا کرے تاکہ وہ بروقت اپنی ذہنی صحت کا آزادانہ تجزیہ کرا سکے۔ علاوہ ازیں، جب اس بات کا اشارہ موجود ہو کہ سزائے موت کے کسی ملزم یا مجرم ذہنی یا عقلی معذوری کا شکار ہوسکتا ہے، تو ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عدالتی کارروائی کیکسی بھی مرحلے پر اس دعوے کا میرٹ پر جائزہ لے۔'[20]

الف) قیدیوں کے علاج کے لیے اقوام متحدہ کے معیاری کم از کم ضوابط

قیدیوں کے علاج کے لیے اقوام متحدہ کے معیاری کم از کم ضوابط (ایس ایم آر ز) کی ابتدائی طور پر منظوری اقوام متحدہ کی جرم کی روک تھام اور مجرموں کے ساتھ برتاؤ سے متعلق کانگریس نے 1958ء میں دی تھی اور اسے اقوام متحدہ کی معاشی وسماجی کونسل نے 1957ء میں منظور کیا تھا۔ 17 دسمبر 2015ء کو معیاری کم از کم ضوابط کے ایک نئے ورژن کی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کی جانب سے ایک قرارداد میں منظوری دی گئی۔ نظرثانی شدہ ضوابط 'نیلسن منڈیلا ضوابط' کے نام سے جانے جاتے ہیں جن کا مقصد جنوبی افریقہ کے مرحوم صدر کی میراث کی تعظیم ہے، جنہوں نے زندگی کے کئی سال جیل میں گزارے۔

یہ ضوابط کہتے ہیں کہ ایسے افراد 'جو جرم کے ذمہ دار نہ پائے جائیں، یا جن میں بعدازاں شدید ذہنی معذوریوں یا صحت کی خراب صورتحال کی تشخیص ہوجائے' انہیں ہرگز جیل میں قید نہ کیا جائے بلکہ انہیں ذہنی صحت کے مرکز منتقل کیا جائے۔ یہ ضوابط یہ بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ ہر جیل میں نفسیات اور نفسیاتی علاج کا تجربہ رکھنے والے طبی ماہرین پر مشتمل ایک بین مضامین نگہداشت صحت ٹیم ہونی چاہئے تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ قیدیوں کی جسمانی اور ذہنی صحت کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ منڈیلا ضوابط ذہنی یا جسمانی معذوریوں کا شکار قیدیوں کو قید تنہائی میں رکھنے کی ممانعت کرتے ہیں، اگر اس کے نتیجے میں ان کی موجودہ طبی حالت بگڑ سکتی ہو۔ یہ ضوابط بچوں اور خواتین کو بھی قید تنہائی میں رکھنے کی ممانعت اور ان کے حوالے سے ایسے ہی اقدامات کا اعادہ کرتے ہیں۔

عدالتی نظائر

پاکستان میں سرکاری ذہنی نگہداشت صحت کا کوئی جامع نظام موجود نہیں ہے۔ آبادی کی اکثریت، بالخصوص غریبوں اور ملک کے دیہی علاقوں کے لیے ذہنی صحت کی تشخیص اور نگہداشت مذہبی اور روایتی عاملوں کے دائرہ اختیار کا حصہ ہے۔ یہ نظام 'اپنی معروف علت شناسی' پر مبنی ہے، جیسے کہ 'نظر بد'، دوسروں کی بددعاؤں کے اثرات دور کرنا، اور کالے علم کا توڑ۔'[21] ذہنی طور پر بیمار افراد کو اکثر تعویز، مقدس آیات کی تلاوت تجویز کی جاتی ہے، یا کسی مخصوص مزار کی زیارت پر بھیجا جاتا ہے۔ ذہنی نگہداشت صحت کی جدید سہولیات شہری علاقوں میں مرتکز ہیں اور یہ زیادہ تر پاکستانیوں کے لیے معاشی لحاظ سے قابل رسائی نہیں ہیں۔ پاکستان میں ذہنی طور پر بیمار افراد کو اکثر کلنک کا ٹیکا قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ ذہنی بیماری ملک کے بہت سے حصوں میں ممنوعات کا حصہ سمجھی جاتی ہے۔[22]

یہ ضوابط کہتے ہیں کہ ایسے افراد 'جو جرم کے ذمہ دار نہ پائے جائیں، یا جن میں بعدازاں شدید ذہنی معذوریوں یا صحت کی خراب صورتحال کی تشخیص ہوجائے' انہیں ہرگز جیل میں قید نہ کیا جائے بلکہ انہیں ذہنی صحت کے مرکز منتقل کیا جائے۔ یہ ضوابط یہ بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ ہر جیل میں نفسیات اور نفسیاتی علاج کا تجربہ رکھنے والے طبی ماہرین پر مشتمل ایک بین مضامین نگہداشت صحت ٹیم ہونی چاہئے تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ قیدیوں کی جسمانی اور ذہنی صحت کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ منڈیلا ضوابط ذہنی یا جسمانی معذوریوں کا شکار قیدیوں کو قید تنہائی میں رکھنے کی ممانعت کرتے ہیں

پاکستان میں ذہنی طور پر بیمار افراد کی اکثریت غیرتشخیص شدہ اور مؤثر علاج تک رسائی سے محروم رہتی ہے۔

ذہنی طور پر بیمار ایسے افراد جن سے اکثر کنارہ کرلیا جاتا ہے، وہ خاص طور پر 'ان مختلف رویہ جاتی انحراف کے خطرے سے دوچار ہوتے ہیں جو پاکستان کے موجودہ قوانین کے متضاد ہیں۔[23] یہ بات قابل غور ہے کہ ذہنی بیماریاں کئی قسم کی ہیں اور یہ مدعا علیہ کے فوجداری نظام کے ساتھ تعامل پر مختلف طریقوں سے اثرانداز ہوتی ہیں۔ ایک مخصوص ذہنی بیماری لوگوں کو کئی مختلف طریقوں سے انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں کے خطرے سے دوچار کردیتی ہے: نفسیاتی عارضے، جیسے کہ شیزوفرینیا سے متاثرہ فرد 'خدائی خصوصیات رکھنے کے وسوسے میں مبتلا ہوسکتا ہے، اور رویہ جاتی رکاوٹ اور بصیرت کی کمی کا شکار ہوسکتا ہے جس کے باعث وہ قانونی کارروائی کے خطرے سے دوچار ہوجاتا ہے، خاص کر توہین مذہب کے مقدمات کے تحت۔[24] تاہم، عقلی معذوری یا خودمحویت کا شکار افراد کو پولیس کے ہاتھوں زیادتی یا جبر کے خطرے کا زیادہ سامنا رہتا ہے۔ جبری یا جھوٹے اقبال جرم اس گروہ کے افراد کے حوالے سے خاص طور پر تشویش کا باعث ہیں۔[25]

19۔ lhttp://repository.un.org/handle/11176/340297 Para 85.

20۔ ایضا

21۔ صفدرائے سہیل، 'پاکستان میں ذہنی صحت: کل، آج اور کل'، ہیری میناس، ملٹن لوئس (ای ڈی ایس) میں، ایشیا اور بحرالکاہل میں ذہنی صحت: تاریخی وثقافتی نقطہ ہائے نظر (2017):26

22۔ ایضاً

23۔ مظفر حسین، 'پاکستان میں توہین مذہب کے قوانین اور ذہنی بیماری' .The Psychiatric Bulletin (2014):42

24۔ ایضاً

25۔ ایضاً

عدالتی نظائر: خضر حیات

خضر حیات، ذہنی بیماری میں مبتلا سزائے موت کا منتظر قیدی، شدید علالت کے بعد 22 مارچ 2019ء کو لاہور کے جناح ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ اس نے سزائے موت پانے کے بعد 16 سال جیل میں گزارے تھے۔ قید سے پہلے، خضر حیات ایک گاؤں میں پولیس افسر کے طور پر کام کرتا تھا جہاں وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔ جو لوگ اسے جانتے تھے ان کا کہنا ہے کہ وہ ایک شفیق انسان تھا لیکن 'بہت سست' تھا اور اسے آسانی سے دھوکا دیا جا سکتا تھا۔ یہ واقعہ جس نے اس کی بقیہ زندگی کا تعین کر دیا، اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کے مہینوں میں خضر ایک مقامی پیر کے زیر اثر آ گیا جس نے اسے دھوکے سے اپنی زمین اور جائیداد اس کے نام کرنے پر قائل کر لیا۔ اس کے اثر کے تحت، خضر کو اس کے دوست اور ساتھی پولیس افسر، غلام غوث کے قتل کے مقدمے میں پھنسایا گیا۔

خضر کو 2003ء میں سزائے موت سنائی گئی۔ 2008ء میں جیل حکام نے اسے پیرانائیڈ شیزوفرینیا کا ناقابل علاج مریض قرار دیا تھا۔ اس کی ذہنی صحت کے ریکارڈ میں اس کے پاگل پن، ذہنی عارضے، اور اس کی ذہنی بیماری کا مسلسل ذکر کیا گیا تھا، اور بتایا گیا تھا کہ اسے ذہنی عارضے کے خلاف طاقتور ادویات تجویز کی گئیں تھیں۔'

ٹرائل کے دوران خضر نے بے گناہی کی استدعا کی لیکن اس کا وکیل اپنے مؤکل کے دفاع میں کسی بھی قسم کا ثبوت یا ایک بھی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اسے بالآخر 2003ء میں سزائے موت دے سنائی گئی، اور سزائے موت کے انتظار میں 16 سال گزارنے کے بعد وہ 22 مارچ 2019ء کو شدید علالت کے باعث جناح ہسپتال میں انتقال کر دیا۔ خضر کی ذہنی بیماری کے دستاویزی ثبوت کے باوجود عدالتیں اس کی اپیلوں کو مسلسل مسترد کرتی رہیں۔

عدالتی نظائر: امداد علی

رحم کی درخواست زیر التوا

امداد علی، ایک ذہنی مریض، جس میں اس کے خاندان کو 1988ء شیزوفرینیا کی علامات دکھائی دینے لگیں تھیں، کو لاہور ہائی کورٹ نے 2002ء میں ایک مذہبی سکالر/استاد کے قتل کے جرم میں سزائے موت سنائی۔ وہ 16 سال سے سزائے موت کے تحت جیل میں بند ہے، اور اس نے تین سال قید تنہائی میں گزارے ہیں جس کی پاکستانی قانون کے تحت ممانعت ہے۔ نفسیاتی ہیجان، پاگل پن کے دوروں، اور ہذیان کے مسلسل تجربے سے گزرنے کے بعد، پہلی مرتبہ ایک میڈیکل افسر نے 2009ء میں اس میں ایک ذہنی عارضے کی تشخیص کی۔ بعد ازاں، 2012ء میں اس میں پیرانائیڈ شیزوفرینیا کی تشخیص ہوئی۔ جیل میں گنجائش سے زائد قیدیوں کے باعث اس کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ اس کی رحم کی درخواست جو صدر کے پاس زیر التوا تھی، کو مسترد کر دیا گیا، اور اس کی پھانسی کا وارنٹ جاری کر دیا گیا جس کے تحت اسے 26 اگست 2016ء کو پھانسی دی جانی تھی۔ اس کے وکلاء نے وارنٹ کو مسترد کر دیا اور دلائل دیے کہ امداد کی ذہنی بیماری کی طویل تاریخ، جس کی جیل کے میڈیکل ریکارڈ نے تصدیق کی ہے، کے باوجود میڈیکل بورڈ نے اس کا معائنہ نہیں کیا جو ذہنی صحت آرڈیننس 2001ء کے تحت لازم تھا۔ انہوں نے یہ بھی دلائل دیے کہ امداد کو نفسیاتی مرکز کی بجائے جیل کے ہسپتال میں رکھا گیا تھا جو پاکستان جیل ضوابط 1978ء کی خلاف ورزی ہے۔ ہائی کورٹ نے درخواست، اور سپریم کورٹ نے اپیل مسترد کر دی۔

جب سپریم کورٹ نے اس کی اپیل مسترد کی تو اسی دن اقوام متحدہ کے ماہرین برائے انسانی حقوق نے ایک بیان جاری کیا جس میں حکومت پاکستان سے امداد کی پھانسی روکنے اور اس کا انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات کے مطابق دوبارہ ٹرائل کرنے کا مطالبہ کیا۔ اقوام متحدہ کے ماہرین نے 'نفسیاتی-سماجی معذوری کا شکار افراد' پر سزائے موت کے اطلاق کو سزائے موت سے متعلق حفاظتی اقدامات کی خلاف ورزی قرار دیا اور کہا کہ اس کی پھانسی غیر قانونی تھی اور یہ 'ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کا باعث بن سکتی ہے۔' اس حکم کو چیلنج کرتے ہوئے ایک نظر ثانی کی درخواست جمع کرائی گئی، اور 14 نومبر 2016ء کو سپریم کورٹ نے پھانسی روکتے ہوئے امداد کی ذہنی بیماری کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دینے کا حکم دیا۔ بورڈ نے تصدیق کی کہ امداد ذہنی طور پر بیمار تھا۔

اپریل 2018ء میں، سپریم کورٹ نے ایک ذہنی طور پر بیمار قیدی کنیزاں بی بی کا از خود نوٹس لیا، اور امداد کے مقدمے کو اس کے مقدمے کے ساتھ یکجا کر دیا۔ اعلیٰ عدلیہ نے دونوں قیدیوں کے تازہ طبی معائنے کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ یہ مقدمہ سزائے موت کے منتظر دیگر تمام ذہنی طور پر بیمار قیدیوں کے لیے ایک مثال قائم کرے گا۔ میڈیکل بورڈ نے اس بات کی تصدیق کی کہ امداد ذہنی طور پر بیمار ہے۔

علاوہ ازیں، رحم کی فراہمی کے حوالے سے بین الاقوامی برادری کے مسلسل دباؤ کے باوجود، صدر امداد کی استدعا کو مسلسل مسترد کرتے رہے ہیں۔

انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ جسٹس پراجیکٹ پاکستان)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

"جہد حق" کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تا کہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

"ایوان جمہور" 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

نظامِ صحت میں عدم مساوات

شمائلہ خان

باعزت زندگی گزارنے کے لیے صحت کی سہولیات تک رسائی ہمارا بنیادی حق ہے۔ لیکن اس حقیقت کو ماننے کے باوجود طبقات، جنس، صنف، مذہب، نسل پرستی اور معذوری کی بنیاد پر اِس حق کا انکار کیا جاتا ہے۔

صحت کا نظام خود اس عدم مساوات اور ظالمانہ نظام کو تقویت دیتا ہے جو پہلے ہی عدم رسائی اور ترجیحات کی صورت میں ہمارے معاشرے میں رائج ہے۔

تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ طبّی تحقیق کا مرکز ہمیشہ مردانہ جسم ہی رہا ہے۔ طبّی تحقیقات اور ادویات کے تجربات میں خواتین کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر دنیا بھر میں ایچ آئی وی کے ساڑھے 3 کروڑ مریض ہیں جن میں سے نصف تعداد خواتین کی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ خواتین پر اس مرض اور اس کے لیے دی جانے والی ادویات مختلف طریقے سے اثر انداز ہوتی ہیں، اس کے حوالے سے ہونے والے اکثر تجربات میں مردوں کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

تحقیق کے مطابق صحت کے نظام کے اس ابتدائی مرحلے پر ہی خواتین کو نظر انداز کرنا اس نظام میں موجود صنفی تعصب کو ظاہر کرتا ہے۔ خواتین کی مخصوص ضروریات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اس کی وجہ شعور کی کمی نہیں بلکہ یہ ان کی انفرادیت چھیننے کی کوشش ہے جس کے باعث خواتین ہمارے اداروں اور نظام سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔

ہمارا معاشرہ عورت کے جسم کو تو سدھارنا چاہتا ہے لیکن ان ہی جسموں کو پہنچنے والی تکلیف پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ ڈیان ہافمین اور انیتا تارزیان نے 'دی گرل ہُو کرائیڈ پین: اے بائیس اگینسٹ ویمن ان دی ٹریٹمنٹ آف پین' میں توجہ دلائی ہے کہ خواتین کو درد کی نامناسب تشخیص اور نامناسب علاج کا زیادہ سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

طبّی شعبے کی جانب سے خواتین کی تکلیف کو منظّم طور پر کم اہمیت دی جا رہی ہے، اس صورتحال کو اصطلاحاً 'جینڈر پین گیپ' کہا جاتا ہے۔ پاکستان جیسے معاشرے میں مردوں کے کنٹرول کے باعث خواتین کی آمد و رفت محدود رہتی ہے اور اسی وجہ سے ان کا کسی صحت کے مرکز تک جانا بھی مردوں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ صحت کی معیاری سہولیات کا مہنگا ہونا اور خواتین کے بجائے مردوں کے علاج کو ترجیح دینا بھی شامل ہے۔

ایک پدرشاہی گھرانے میں خواتین کی جگہ بھی ان کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کا اثر صحت سے متعلق فیصلہ سازی کی کمی کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچوں کی پیدائش کے حوالے سے خواتین سے کم ہی رائے لی جاتی ہے اور گھر میں ان کا کام بچے جننے تک محدود ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ایک عورت خود کو ایک ماں کے علاوہ کسی دوسرے روپ میں تصور ہی نہیں کرتی۔

> **حقوقِ نسواں کی تحریک کا بنیادی مسئلہ صنفی تشدد ہے جو صحت سے متعلق بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تشدد کا شکار ہونے والوں کو صنفی طور پر حساس ذہنی اور جسمانی صحت کی سہولیات تک رسائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم تشدد کے صدمے کو اپنے جسموں میں لیے پھرتے ہیں۔**

اگرچہ پاکستان میں میٹرنل مورٹیلٹی ریٹ فی ایک لاکھ پیدائشوں میں 276 (پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے 7-2006ء) سے کم ہو کر 186 (پاکستان میٹرنل مورٹیلٹی سروے) تک آ چکا ہے لیکن یہ شرح اب بھی بہت زیادہ ہے۔ پاکستانی گھرانوں میں موجود صنفی امتیاز کی وجہ سے خواتین کو کم خوراک ملتی ہے اور وہ عموماً سب سے آخر میں کھانا کھاتی ہیں۔

اسی وجہ سے صحت کی سہولیات کو حقوقِ نسواں کا مسئلہ سمجھتے ہوئے پاکستان کی نسائی تحریک کو اسے ایک ایسے معاملے کے طور پر دیکھنا چاہیے کہ جہاں پدرشاہی ظلم و زیادتی کا انتہائی مظاہرہ ہو رہا ہے۔ جنس کی وجہ سے صحت کی مناسب سہولیات سے انکار کسی کی زندگی اور موت میں فرق بن سکتا ہے۔

حقوقِ نسواں کی تحریک کا بنیادی مسئلہ صنفی تشدد ہے جو صحت سے متعلق بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تشدد کا شکار ہونے والوں کو صنفی طور پر حساس ذہنی اور جسمانی صحت کی سہولیات تک رسائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم تشدد کے صدمے کو اپنے جسموں میں لیے پھرتے ہیں اور اس کے مظاہر بہت پیچیدہ اور کمزور کر دینے والے ہوتے ہیں۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تنخواہوں میں موجود فرق بھی صنفی امتیاز کا مسئلہ ہے کیونکہ ان کے کام کو مناسب اہمیت نہیں دی جاتی۔ اس کی وجہ ان کی اپنی اور جن لوگوں کے لیے وہ کام کرتی ہیں ان کی صنف ہے۔

صحت کی سہولیات کے حوالے سے حقوقِ نسواں کا نقطہ نظر

ہمیں صحت کے نظام کے اندر پسماندہ طبقات کی ضروریات پر توجہ دینے پر مجبور کرتا ہے۔ ان میں معذور افراد کے لیے صحت کے خصوصی مراکز کی تعمیر جیسے بنیادی کام بھی شامل ہیں۔

اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ حکومت 'ٹرانسجینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ، 2018ء' کے تحت 'خواجہ سراؤں کے طبّی مسائل کو حل کرنے کے لیے طبّی نصاب پر نظر ثانی اور ڈاکٹروں اور نرسوں کے لیے طبّی تحقیق میں بہتری' کے وعدے کو پورا کرے گی۔ حقوقِ نسواں کا نقطہ نظر اس بات کو یقینی بنائے گا کہ یہ اقدامات صحت کے نظام میں ایک اضافہ نہ ہوں بلکہ یہ صحت کے نظام کی بنیاد میں شامل ہوں۔

کورونا وائرس نے معاشرے میں موجود عدم مساوات کو بے نقاب کر دیا ہے اور دنیا کے صحت کے نظام کی نزاکت کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ پاکستان میں صحت کا بجٹ اب تک ایک فیصد کے آس پاس ہی ہے جو ریاست کی ترجیحات کا مظہر ہے۔ حقوقِ نسواں کا نقطہ نظر صحت کی سہولیات کے معاملے کو انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی مسئلہ قرار دیتا ہے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ موجودہ حکومت کی جانب سے اپنائے گئے نجکاری کے ماڈل کے برعکس ہر فرد کو صحت کی یکساں سہولیات فراہم کرے۔

آج عالمی یومِ خواتین کے موقع پر خواتین مظاہرے کر رہی ہیں۔ اس سال ان کے احتجاج کا بنیادی نکتہ صحت کے شعبے میں موجود بحران ہے۔ آج خواتین صحت کی سہولیات تک یکساں رسائی، پدرشاہی کی وبا سے آزادی اور اور ایک ایسے معاشرے میں رہنے کا مطالبہ کریں گی جہاں ہماری زندگیوں اور جسموں کی عزت کی جاتی ہو۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

شمائلہ خان تعلیم کے اعتبار سے وکیل اور صنف اور ڈیجیٹیل رائٹس سے متعلق محقق ہیں۔

سماج: سندھ کے خاکروب جنہیں بھلا دیا گیا ہے

عباد احمد

ارشد بوٹا مسیح (فرضی نام) بہت تھکا ہوا نظر آ رہا تھا، اس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا، چہرے کی ہڈیاں نمایاں ہو چکی تھیں اور انکھوں کے نیچے سوجن نظر آ رہی تھی۔ اس کے کانپتے ہوئے ہونٹ اس بات کا اشارہ دے رہے تھے کہ شاید وہ بہت مشکل سے کورونا سے جنگ جیتا ہے۔ 45 سالہ سالہ بوٹا ایک خاکروب ہے جو کراچی کے علاقے رنچھوڑ لائن کے محلے نارائن پورہ میں رہتا ہے۔ اس محلے میں زیادہ تر کم آمدن والے غیر مسلم خاندان رہتے ہیں۔ محکمہ صحت سندھ کی جانب سے بوٹا مسیح کی 6 ماہ کی تنخواہ واجب الادا ہے اور اس وجہ سے بوٹا اب قرض میں ڈوب چکا ہے۔ کورونا وائرس نے بوٹا مسیح کی جان تو بخش دی، مگر اسے انتہائی غربت میں بھی دھکیل دیا ہے۔ بوٹے نے اب دوبارہ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ 8 گھنٹے کی شفٹ کے دوران ایک سرکاری اسپتال کا وارڈ صاف کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ 'میں اپنے ماضی کا سایہ بن کر رہ گیا ہوں۔ ڈاکٹروں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آرام کروں اور قوت بخش غذا کھاؤں لیکن مجھے اپنے گھر والوں کو بھی پالنا ہے۔ میری تمام جمع پونجی علاج پر خرچ ہو چکی ہے اور متبادل آمدن کے ذرائع بھی محدود ہیں۔ اگر میں دوبارہ اس وائرس کا شکار ہو گیا تو شاید نہ بچ سکوں'۔

پورے ملک میں صفائی ستھرائی سے متعلق عملے کی بنیادی ذمہ داری باتھ روم صاف کرنے، گڑھے اور سیپٹک ٹینک صاف کرنے اور مین ہول صاف کرنا ہے۔ اکثر اوقات تو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے سیوریج کے بند پائپوں کو کھولتے ہیں، وہی پائپ جہاں سے اسپتال کا سامان، پلاسٹک بیگز اور انسانی فضلہ گزرتا ہے۔ چونکہ یہ کام ناپاک سمجھے جاتے ہیں اس لیے اکثر مسلمان اسے کرنے سے کتراتے ہیں اور یہ ملازمت عموماً غیر مسلموں کو دی جاتی ہیں۔ یہ اپنے آپ میں ایک متعصب عمل ہے۔

1998ء کی مردم شماری کے مطابق اس نوکری کے لیے مطلوب افراد کا 80 فیصد مسیح برادری پورا کرتی ہے، جبکہ بقیہ افراد میں نچلی ذات کے ہندو شامل ہوتے ہیں۔

ایک بین الاقوامی این جی او واٹر ایڈ نے 24 جون 2020ء کو ایک رپورٹ جاری کی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ کورونا وبا نے پہلے سے ہی مشکلات کے شکار خاکروب افراد کو مزید پریشان کر دیا ہے۔ رپورٹ کا ایک اقتباس ہے کہ 'لاک ڈاؤن سے ان کے مختلف ذرائع آمدن متاثر ہوئے اور ان کی ماہانہ آمدن میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی، جس کی وجہ سے انہیں گھروں کے کرائے، بلوں اور اسکول کی فیسوں کی ادائیگی اور قرضوں کی واپسی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنی ملازمت کی جگہوں یا رشتہ داروں سے مدد لی۔ انہوں نے دکانداروں سے ادھار پر چیزیں خریدیں، اسکولوں سے فیسوں میں رعایت مانگی، اپنے اثاثے فروخت کیے اور اخراجات میں کمی کی'۔

اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ لاک ڈاؤن کے دوران اکثر ملازمین کام کرتے رہے بلکہ ان پر کام کا دباؤ بھی زیادہ تھا۔ باقی لوگوں نے یا تو دفاتر بند ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا تھا یا انہیں نکال دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اکثر خاکروب جو یا تو نجی اداروں سے وابستہ تھے یا لوگوں کے گھروں میں کام کیا کرتے تھے، انہیں چھٹی پر بھیج دیا گیا تھا اور اس دوران ان کو تنخواہیں بھی ادا کی جا رہی تھیں۔

دو خاکروب کراچی کی ایک سڑک کی صفائی کر رہے ہیں: وائٹ سٹار

اگرچہ نجی اداروں میں کام کرنے والے خاکروب کو نوکری کا تحفظ حاصل نہیں ہوتا لیکن کانٹریکٹ پر سرکاری نوکری کرنے والوں کی حالت بھی کچھ الگ نہیں ہے، ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ سندھ حکومت کی جانب سے بھی گزشتہ 6 ماہ سے تنخواہیں ادا نہیں کی گئی ہیں۔

پیر بھو ستیانی حیدرآباد میں اسٹرینتھننگ پارٹیسپیٹری آرگنائزیشنز (ایس پی او) کے سربراہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ 'سندھ حکومت کی جانب سے منظور کیے گئے کم از کم تنخواہ کے بل کے تحت صفائی ستھرائی کے عملے کو بھی ماہانہ 17600 روپے تنخواہ ملنی چاہیے لیکن عملی طور پر انہیں صرف 6 ہزار روپے ملتے ہیں وہ بھی کئی ماہ کی تاخیر سے۔ حکومت نے گزشتہ 6 ماہ سے ان کی تنخواہیں ادا نہیں کی ہیں'۔

امپلیمینٹیشن مائینارٹی رائٹس فورم (آئی ایم آر ایف) کے چیئرمین سیموئل پیارا کا کہنا ہے کہ 'صفائی ستھرائی کے عملے کو صرف مالی مشکلات ہی درپیش نہیں ہیں بلکہ کام کے محفوظ طریقہ کار کا نہ ہونا بھی ان کی زندگیوں کے لیے خطرے کا باعث ہے'۔

انہوں نے کہا کہ 'یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ اس وقت کراچی سے کشمیر تک خاکروب پریشانی کا شکار ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک خاص ذہنیت ہے۔ کورونا کی دوسری لہر کے وار جاری ہیں اور عدالت عظمٰی کے احکامات کے باوجود بھی خاکروب یا تو بغیر حفاظتی سامان کے کام کر رہے ہیں یا پھر ان کو دیا جانے والا حفاظتی سامان ناقص ہے'۔

واٹر ایڈ نے اپنی رپورٹ میں یہ بات بھی کی کہ خاکروب کو دیے جانے والا حفاظتی سامان خاص طور پر ماسک اور دستانے ناقص معیار کے تھے۔ ان اشیا کی قلت کے ساتھ ساتھ ملازمین نے ان کے استعمال میں دقت اور بار بار خریداری کی شکایت بھی کی۔

8 جون 2020ء کو دیے گئے اپنے فیصلے میں عدالت عظمٰی نے تمام اداروں کو پابند کیا کہ خاکروبوں کو درکار تمام حفاظتی سامان مہیا کیا جائے تاکہ اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے دوران ان کی صحت محفوظ رہے۔

مزکورہ فیصلے میں یہ بھی کہا گیا کہ 'عدالت نے نوٹ کیا ہے کہ اگرچہ خاکروبوں کو صفائی ستھرائی کے کاموں کے لیے نوکری پر رکھا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی صحت اور زندگی کو خطرے میں ڈالا جائے۔ ان سے اپنی ذمہ داریوں سے زیادہ کام نہیں کروانا چاہیے۔ اگر ان سے کوئی ایسا کام لیا جائے جس سے ان کے متاثر ہونے یا بیمار ہونے کا ذرا بھی امکان ہو تو صوبائی اور وفاقی حکومتوں، بلدیاتی حکومتوں، کنٹونمنٹ بورڈز، اسلام آباد کیپیٹل ٹریریٹری اور گلگت بلتستان حکومت کو چاہیے کہ ان ملازمین کو حفاظتی سامان مہیا کیا جائے اور اس کے بغیر ان سے کام نہ لیا جائے'۔

عدالت کے حکم نامے میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر اب تک مزکورہ اداروں اور حکومتوں کی جانب سے اس ضمن میں قانون سازی نہیں کی گئی ہے تو وہ کر لی جائے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 9 کی رو سے ایک اہم ضرورت ہے۔

سیموئل کا کہنا تھا کہ 'عدالتی حکم کے باوجود خاکروبوں کو کوئی حفاظتی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ یہ ملازمین کورونا اور دیگر بیماریوں کا زیادہ شکار ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ اسپتالوں میں طویل دورانیے تک کام کرتے ہیں اور طبّی فضلے کے قریب رہتے ہیں۔ لیکن انہیں صرف جھوٹے وعدے ہی مل رہے ہیں'۔

انہوں نے مزید کہا کہ 'عدالت کا فیصلہ آنے کے بعد اٹارنی جنرل نے مجھ سے کہا کہ میں اس ضمن میں ایک بل تیار کر کے دوں انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ یہ بل ایوان میں پیش ہوگا۔ اس کے علاوہ خیبر پختونخوا حکومت نے بھی اس دوران کے پی آکوپیشنل سیفٹی اینڈ ہیلتھ بل 2020ء بل پاس کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خاکروب آج بھی پہلے ہی کی طرح خطرات سے دوچار ہیں۔ اس ضمن کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی عدالتی حکم پر کوئی عمل ہوا ہے'۔

اس حوالے سے سندھ کے وزیر بلدیات ناصر حسین شاہ اور ان کی میڈیا ٹیم سے رابطے کی کوشش کی گئی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔

اگرچہ ریاست نے اس مسئلے کی سنجیدگی کو تسلیم کر لیا ہے لیکن ابھی بھی خاکروبوں کی حفاظت کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ بوٹا مسیح کہتا ہے کہ 'ہم اپنا طرزِ زندگی بدلنے کی بات نہیں کر رہے، ہم تو بنیادی ضروریاتِ مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ آج ہماری زندگیاں داؤ پر ہیں اور ہماری مدد کرنے والا کوئی ہیں ہے'۔

عباد احمد رائل ہالووے یونیورسٹی آف لندن سے سیاست اور بین الاقوامی تعلقات کے گریجویٹ ہیں۔ وہ ٹوئٹر پر ebadahmed@ کے نام سے لکھتے ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

10 سالہ بچے کے ساتھ مبینہ زیادتی

پشاور 16 مارچ 2021 کوتھانہ انقلاب کے علاقہ میں مدرسہ کے اندر ایک قاری نے دس سالہ بچے کو مبینہ طور پر جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے متاثرہ بچے کو ہسپتال منتقل کر دیا۔ گزشتہ روز جنگریز ولد نور رحمان وزیر باغ روڈ نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ اس کا نواسہ 10 سالہ محمد گل ولد جمعہ گل مدرسہ کا طالبعلم ہے۔ اس نے بتایا کہ قاری حبیب الرحمان ولد عنایت اللہ سکنہ صوابی حال مدرسہ شلوزان کالونی نے اس کے ساتھ زبردستی بدفعلی کی ہے۔ جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف دفعہ 377 کے تحت مقدمہ درج کر کے تحقیقات شروع کر دی اور متاثرہ بچے کی میڈیکل کرنے کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔

(روزنامہ آج)

صحافی کے قتل کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

مورو ضلع نوشہروفیروز کے شہر مٹھیانی میں صحافی اجے کمار لالوانی کے قاتلوں کی عدم گرفتاری اور ڈاکٹروں کی لاپرواہی کے خلاف سماجی رہنماؤں اور صحافیوں کی بڑی تعداد نے جی ایم سید چوک پر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے اجے لالوانی کے قتل اور ان کے خلاف جھوٹے مقدمات کے اندراج کے خلاف نعرے بازی بھی کی۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ مبینہ قاتلوں، سکھر پولیس اور ڈاکٹروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ورنہ بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے سینیئر صحافی لالا حسن پٹھان، صحافی سندھی الطاف سومرو، شہباز مستوئی، سکندر پنہور، امتیاز بھٹی، معراج سندھی، بشیر سولنگی، ایڈووکیٹ عبدالوحید، قاضی قربان حسین، فنکار وشاعر جبار جوش پٹھان، شوکت ملک، عارف لالا، رانا سرور و دیگر نے کہا کہ صحافیوں کے قاتلوں کو اس ملک میں غیر اعلانیہ استثناء حاصل ہے، اس لئے نہ قاتل گرفتار کئے جاتے ہیں اور نہ ہی ان کو سزا ملتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سب صحافیوں کو منظم ومتحد ہو کر صحافیوں پر حملوں کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئے۔ عرس مشوری، لالا عارف، زین قریشی، راشد چانڈیو، معشوق ملاح، بہادر ملاح و دیگر نے نے بھی مظاہرے میں شرکت کی تھی۔ حیدرآباد یونین آف جرنلسٹس کی کال پر ٹنڈو محمد خان میں ایچ یو جے کے ممبر ایگزیکیٹو کاؤنسل رمضان شورو پریس کلب کے صدر مظفر رند جنرل سیکریٹری جبار بلوچ، غلام حسین۔ انصار خان کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے کہا کہ صحافی کا قتل حق اور سچ کی اواز دبانے کی سازش ہے لیکن صحافی سچ اور حق کی آواز کی خاطر اپنی جان دے دیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے اور کسی چودھری، سردار، وڈیرے اور خان سے نہیں ڈریں گے۔

(الطاف سومرو، رمضان شورو)

اساتذہ کے جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں

نوشکی محکمہ تعلیم بلوچستان نے ایک معاہدے کے تحت ورلڈ بینک کے تعاون سے بلوچستان میں NTS کے ذریعے 1493 خواتین کی تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر کی تھیں۔ جولائی 2018 میں اساتذہ کو مستقل کرنا تھا لیکن صوبائی حکومت اس سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے اور گزشتہ 10 ماہ سے خواتین اساتذہ کو تنخواہوں کی ادائیگی بھی نہیں کی گئی ہے۔ 4 مارچ کو خواتین اساتذہ نے تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی خلاف بطور احتجاج پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ معاہدے کے مطابق اساتذہ کو مستقل کیا جائے۔ مزید برآں، گزشتہ 10 ماہ سے تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے خواتین اساتذہ معاشی مشکلات سے دوچار ہیں۔ خواتین اساتذہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا انتہائی قلیل تنخواہ کے باوجود بھی وہ دور دراز علاقوں میں جا کر اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتی ہیں۔ اساتذہ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ جی پی او اساتذہ کو معاہدے کے مطابق مستقل کیا جائے اور تنخواہوں کی باقاعدگی سے ادائیگی فوری طور پر عمل میں لائی جائے۔

(محمد سعید بلوچ)

ایک شخص کا قتل

چنیوٹ اعجاز احمد ولد احمد خان قوم بھٹی سکنہ موضع لقمان ضلع سرگودھا بعمر 35/40 سال بسواری کار کو بھڑانہ کے قریب نامعلوم ملزمان نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ اطلاع ملنے پر تھانہ کانڈیوال پولیس، ڈی ایس پی لالیاں موقع پر پہنچ گئے۔ پولیس کے مطابق، حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(سیف علی خان)

سیاہ کاری نے دو اور افراد کی جان لے لی

سکھر 28 فروری کو سکھر کی تحصیل پنوعاقل کے گاؤں خان شاہ میں ملزم اصغر میرانی نے پسٹل کے فائر کر کے اپنے چچازاد بھائی اور سماجی کارکن غلام عباس میرانی عمر 25 برس اور بہن زینت میرانی عمر 20 برس کو ہلاک کر دیا اور گھر سے فرار ہو گیا۔ پولیس نے اطلاع ملتے ہی لاشیں تحویل میں لیکر تعلقہ ہسپتال سے پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیں اور سرکار کی جانب سے ملزم اصغر میرانی کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔ موصول شدہ اطلاعات کے مطابق، مقتول غلام عباس پر کچھ ماہ پہلے جرگے میں ونی (سنگ چٹی) اور ایک لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا تھا اور جرمانہ ادا کرنے کی وجہ سے واقعہ پیش آیا۔ دریں اثنا مقتول کے ورثا کا کہنا ہے عباس کو بلاجواز ہلاک کیا گیا ہے لگایا گیا ہے۔ اس پر سیاہ کاری کا الزام من گھڑت ہے۔

(شاکر جمالی)

ہندو ڈاکٹر پر تشدد

سکھر ڈاکٹر پربھو ل ماکھیجا سکھر کے بندر روڈ پر واقع ہندو خیراتی ہسپتال میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹروں کی تنظیم SMWA کے صدر بھی ہیں۔ ان پر دو مسلح افراد ہسپتال میں گھس کر تشدد کیا۔ جہد حق کے نامہ نگار کی رپورٹ کے مطابق مسلح افراد کی ایک خاتون نجی ہسپتال میں بیماری کے دوران دم توڑ گئی تھی جس کی وجہ سے غصے میں آکر انہوں نے ڈاکٹر پر حملہ کیا۔ ڈاکٹر پر تشدد کی خبر سنتے ہی ڈاکٹروں کی تنظیم اور ہندو پنچائت کے افراد بڑی تعداد میں ہسپتال پہنچ گئے۔ انہوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں ملزمان کی گرفتاری کی اپیل کی گئی۔ آخری اطلاعات کے مطابق، ملزمان کے خلاف مقدمہ دائر کر لیا گیا تھا۔

(شاکر جمالی)

تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے مظاہرہ

نوشکی ہندو بالمیک برادری نوشکی میونسپل کمیٹی کے ملازمین کا ہولی کے تہوار کے موقع پر تنخواوں کی ادائیگی کے لئے نوشکی جناح روڈ پر احتجاج ریلی اور پریس کلب کے سامنے مظاہرہ۔ مظاہرین نے گزشتہ 3 ماہ سے میونسپل کمیٹی کے ملازمین کی تنخواوں کی بندش اور ہولی کے تہوار کے موقع پر خصوصی طور پر اقلیتی برادری کو خصوصی تنخوائیں ادا نہ کرنے کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی اور نعرہ بازی کی۔ مظاہرین پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے جن پر سیکٹری خزانہ بلوچستان کے خلاف نعرے درج تھے۔ میونسپل کمیٹی کے ملازمین کا کہنا ہے کہ انہیں گزشتہ 3 ماہ سے تنخوائیں ادا نہیں کی گئیں جس سے ان کے گھروں میں فاقے پڑ گئے ہیں۔ ہندو بالمیک برادری کے ملازم طبقہ کو ہر سال ہولی الاؤنس بھی دیا جاتا رہا ہے لیکن اس سال صوبائی سیکٹری خزانہ نے ہولی کے تہوار پر ہندو اقلیتی برادری کی تنخوائیں بھی روک دی ہیں۔

(محمد سعید بلوچ)

چار افراد کی جان لے لی گئی

اوستا محمد تھانہ باغ ہیڈ کی حدود میں گوٹھ عبدالطیف مینگل میں مگسی اقوام کے مسلحہ افراد نے حمیداللہ مینگل کے گھر میں گھس کر سوئے ہوئے افراد پر فائرنگ کر کے چار افراد کو قتل کر دیا۔ قتل ہونے والوں میں ظفر اللہ مینگل، ناصر علی پندرانی، بخش علی پندرانی، اور منظور مینگل شامل ہیں جبکہ الطاف اور نور خان مینگل شدید زخمی ہیں۔ واقعہ کی وجہ پرانی دشمنی بتائی جا رہی ہے۔

(فاروق مینگل)

4دوستوں کی گولیوں سے چھلنی نعشیں برآمد

بنوں 21 مارچ 2021ء کو بنوں کے علاقہ جانی خیل میں چار نوجوانوں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ نامعلوم افراد نے چاروں نوجوانوں کو بیدردی سے قتل کیا ہے جبکہ ایک نوجوان کی لاش سر بریدہ ہے۔ تھانہ اتمانزئی وزیر سب ڈویژن کے علاقہ وڑیکا جانی خیل سین تانگہ کے کھیتوں میں مقامی لوگوں نے چار مشکوک قبریں دیکھیں جس پر لوگوں نے فوری قبروں کو کھودا تو ان سے چار افراد کی گولیوں سے چھلنی لاشیں برآمد ہوئیں۔ واقعہ کی اطلاع فوری مقامی پولیس کو دی گئی جس نے چاروں لاشیں تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے ڈی ایچ کیو ہسپتال پہنچا دیں۔ مقتولین کی شناخت عاطف اللہ ولد زرنواز، رازم اللہ ولد عیدنواز، محمد رحیم ولد مرید اللہ اور احمد ولد طالع محمد ساکنان ہندی خیل جانی خیل کے ناموں سے ہوئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق مذکورہ نوجوان گزشتہ بیس روز سے لاپتہ تھے۔ پوسٹ مارٹم کے بعد نعشیں ورثاء کے حوالے کردی گئیں۔ پولیس نے رپورٹ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

نوجوان کی بوری بند لاش برآمد

ملاکنڈ 20 مارچ 2021ء کو سخاکوٹ میں نوجوان کی بوری بند لاش برآمد ہوئی، جسے فائرنگ کر کے قتل کیا گیا تھا۔ لیویز اہلکاروں کو اطلاع ملی تھی کہ سخاکوٹ کے نواحی گاؤں خرکی ڈھیرئی باما کندہ میں بوری بند لاش پڑی ہے جسے فائرنگ کر کے قتل کیا گیا ہے۔ لیویز اہلکاروں نے موقع پر پہنچ کر لاش ہسپتال منتقل کی جہاں اس کی شناخت بلال احمد ولد علی محمد سکنہ مشکل اباد خرکی درگئی کے نام سے ہوئی ہے۔

(روزنامہ آج)

خواتین کے حقوق کے تحفظ پر زور

تربت 8 مارچ 2021 کو ایچ آر سی پی ریجنل آفس تربت مکران، ایس پی او تربت، رہنما ایف پی اے پی تربت، این آر ایس پی تربت اور رائزنگ یوت آف بلوچستان کے زیراہتمام اور شاہینہ شاہین اکیڈمی آف آرٹس کے تعاون سے عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر ملا فاضل ہال ایس پی او تربت میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں خواتین وحضرات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ایچ آر سی پی ریجنل آفس تربت مکران کے کوارڈینیٹر پروفیسر غنی پرواز نے بتایا کہ خواتین کی عالمی تحریک لوسی سٹون کی قیادت میں 1850 میں امریکہ سے شروع ہوئی، اور پھر 1910 میں کلارا زیٹکن کی قیادت میں پولینڈ سے مزید ترقی کرنے لگی، جنہوں نے پولینڈ میں ایک عالمی کانفرنس بلائی جس کے دوران خواتین کے حقوق ومسائل پر بحث ومباحثے کئے گئے اور پھر فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ہر سال 8 مارچ کو دنیا بھر میں خواتین کا عالمی دن منایا جائے گا۔ عورتوں کا عالمی دن پہلی بار 8 مارچ 1911 کو منایا گیا، اور پھر ہر سال دنیا بھر میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ 10 دسمبر 1948 کو اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا۔ جبکہ 18 دسمبر 1979 کو اقوام متحدہ نے سیڈا کے نام سے خواتین کے خصوصی حقوق کا معاہدہ بھی منظور کیا۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق خواتین وحضرات کے بعض حقوق مشترکہ ہیں جن میں حقِ زندگی، حقِ صحت، حقِ تعلیم، حقِ روزگار، حقِ آزادیِ اظہارِ رائے، حقِ رائے دہی، حقِ نمائندگی اور کئی دوسرے حقوق شامل ہیں، جبکہ سیڈا کے مطابق خواتین کے بعض خصوصی حقوق ہیں جن میں امتیازی سلوک سے تحفظ کا حق، شادی میں رائے دینے کا حق، ازدواجی زندگی اور علیحدگی میں برابری کے حقوق، بچوں کی تعداد مقرر کرنے کا حق، دورانِ حمل انتہائی محنت طلب کام نہ کرنے کا حق، حمل اور زچگی کے دوران چھٹی کا حق، اور حمل اور زچگی کے دوران سزائے موت میں تاخیر کا حق شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں مدرسری نظام کا بہت طویل عرصہ رہا ہے، بعد میں معاشی اور معاشرتی حالات میں تبدیلی کے نتیجے میں پدرسری نظام قائم ہوا جس کے باعث عورتوں کی بالادستی کا خاتمہ ہوا، اور مردوں کی بالادستی شروع ہوئی، لیکن دنیا میں ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب ایک متوازن نظام قائم ہوگا، جس میں نہ خواتین کی بالادستی ہوگی نہ مردوں کی اور دونوں کے حقوق بھی تقریباً برابر ہوں گے۔ تربت سول سوسائٹی کے کنوینر گلزار دوست نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عورت کے نام سے ایک دن موسوم کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ عورت اب بھی مصلوم ہے، خدا نے انسانوں کو برابر پیدا کیا مگر سماج نے ان کے درمیان تفریق پیدا کی۔ انہوں نے کہا کہ بدبختی یہ ہے کہ خود ایک عورت بطور ماں بیٹی کے بجائے بیٹے کو ترجیح دیتی ہے، دنیا میں کئی ایسی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنی مہارت و بہادری کے سبب نام کمایا جن میں رضیہ سلطانہ جیسے کردار شامل ہیں۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے معروف گائناکالوجسٹ ڈاکٹر فوزیہ بلوچ نے کہا کہ پاکستان میں دوران حمل اموات کی شرح ہوشربا ہے، خصوصاً بلوچستان میں ہر سال ایک لاکھ حاملہ خواتین میں سے 298 موت کا شکار بنتی ہیں، 2020 میں ٹیچنگ ہسپتال تربت میں دوران زچگی 11 اموات ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ بڑی تعداد میں عورتیں آج بھی ہسپتال آنے کے بجائے گھروں میں بچے جنتی ہیں جہاں مختلف پیچیدہ بیماریوں کے ساتھ اموات کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بیٹی کی حیثیت ثانوی ہے۔ گھروں میں آج بھی بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دی جاتی ہے، بیٹے کی پیدائش پر ماں اور فیملی ممبران زیادہ خوش ہوتے ہیں جبکہ بیٹی کی پیدائش پر افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بچیوں کی کم عمری میں شادی کرانے کے نقصانات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے، اگر عورت کی شادی کمسنی میں کی جائے تو اس پر منفی نفسیاتی اثرات پڑتے ہیں۔ شادی کے فوراً بعد وہ حاملہ بن جاتی ہے پہلا بچہ ان کی گود میں ہے کہ کم سن ماں دوسرے بچے کے لئے پھر حاملہ بن جاتی ہے جس سے ان کی صحت تباہ ہوجاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عورت کی شادی کی کم سے کم عمر 18 سال مقرر ہوتا کہ وہ اپنی بلوغت مکمل کر سکے۔ تقریب سے شکر اللہ یوسف، حاجی عبدالرشید، شھناز یاسین، ایڈووکیٹ رستم جان گچکی، سائرہ آدم، شیرین آدم، فضیلہ عزیز دشتی، شھناز شبیر، منور علی رٹّا اور معصومہ شاہین نے بھی خطاب کیا۔ تقریب کے آخر میں شاہینہ شاہین اکیڈمی آف آرٹس کی طرف سے آرٹ کی نمائش کی گئی۔ جبکہ نظامت کے فرائض فاطمہ آدم اور مہلب زھیر نے سرانجام دیے، اور شہناز شبیر نے سمینار کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں خصوصی تعاون کیا۔

(اسداللہ بلوچ)

تین صحافیوں پر مقدمے کا اندراج

سوات 16 مارچ 2021ء کو سوات پولیس کی طرف سینئر صحافیوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرنے پر ملاکنڈ ڈویژن کے صحافی سراپا احتجاج بن گئے۔ ڈی آئی جی ملاکنڈ نے انکوائری کا حکم دے دیا اور ایس پی انوسٹی گیشن کو غیر جانبدار تحقیقات کرنے کی ہدایت کردی ہے۔ 16 مارچ کو ایک شخص قوت عرف پراڈو کی مدعیت میں سوات پریس کلب کے تین سینئر صحافیوں سبحان اللہ، شیراز خان اور محمد زبیر کے خلاف ٹیلیگرام ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ اس اقدام کے خلاف سوات پریس کلب، یونین آف جرنلسٹس اور الیکٹرانک میڈیا ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کا اجلاس ہوا جس میں غلام فاروق، محبوب علی، فضل رحیم خان، شہزاد عالم اور رشید اقبال نے خطاب کرتے ہوئے صحافیوں کے خلاف مقدمے کو آزادیٔ صحافت پر حملہ قرار دیا اور کہا کہ اوچھے ہتھکنڈوں سے صحافیوں کو دبایا نہیں جاسکتا۔

(روزنامہ آج)

خواجہ سراء کو گولی ماردی گئی

چارسدہ گزشتہ روز 28 فروری 2021ء کو شبقدر میں ایک خواجہ سراء کو گولی ماردی گئی۔ واقعات کے مطابق 3 خواجہ سراء کامران، سلمان، مٹہ سوات حال افغان کالونی پشاور، مثال سکنہ تنگی مندیزئی میں شادی کی تقریب کیلئے جارہے تھے کہ موضع کوٹک چوک میں رحیم گل ساتھی کے ہمراہ اسے زبردستی اپنی موٹر کار میں سوار کرنا چاہتے تھے انکار پر انہوں نے فائرنگ کی جس سے کامران نامی خواجہ سراء گولی لگنے سے شدید زخمی ہوگیا۔

(روزنامہ آج)

لاپتہ افراد کے رشتے دار مرد و خواتین کا مظاہرہ

مہمند مہمند میں 15 مارچ 2021ء کو قبائلی ضلع مہمند کے ہیڈکوارٹر غلنئی بازار میں ضلع مہمند کے مختلف اوقات اور مختلف علاقوں سے لاپتہ افراد کے اہلخانہ اور رشتہ دار مرد و خواتین نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اور مطالبہ کیا کہ ان کے خاندان کے لاپتہ افراد کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین و قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔ مظاہرے سے سماجی کارکن میاں لعل بادشاہ صافی، میر افضل، پی پی پی مہمند کے رہنماء ارشد بختیار خان، مراد افغان، حکم خان پنڈیالئی، حمز اللہ اور میر افضل قندھاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مہمند میں دہشت گردی کی جنگ کے دوران جتنے بھی لاپتہ افراد ہیں ان کو بازیاب کر کے عدالت میں پیش کیا جائے۔

(روزنامہ آج)

خواجہ سراؤں پر تشدد کا نوٹس لیا جائے

پشاور 15 مارچ 2021ء کو خواجہ سراء کمیونٹی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پشاور سمیت خیبر پختونخوا کے مختلف علاقوں میں خواجہ سراؤں پر تشدد کا نوٹس لیا جائے اور تشدد میں ملوث افراد کے خلاف فوری کارروائیاں کی جائیں، ورنہ تین دن بعد وہ احتجاجی تحریک کا آغاز کردیں گے۔ پشاور پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے خواجہ سراء کمیونٹی کی صدر آرزو نے کہا کہ گزشتہ دو ماہ میں دس خواجہ سراؤں کو نشانہ بنایا گیا جن میں جنسی ہراساں، جسمانی تشدد، قتل، ان کے قابل اعتراض ویڈیوز بنانا اور دیگر واقعات شامل ہیں، تاہم ان واقعات میں اکثر ملزمان اب بھی آزاد گھوم پھیر رہے ہیں، حکومت خاموش تماشائی بنی ہے جبکہ تھانوں میں متاثرہ خواجہ سراؤں کے مقدمات بھی درج نہیں کیے جاتے، جو افسوسناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا، آئی جی پی، سی سی پی او اور دیگر متعلقہ حکام ان واقعات کا نوٹس لیں اور ملوث ملزمان کو سزائیں دیں تاکہ آئندہ ان واقعات کی روک تھام ہوسکے اور اگر ان کے مطالبات تسلیم نہ ہوئے تو پھر وہ پشاور ہائی کورٹ کے سامنے دھرنا دے کر احتجاجی تحریک کا آغاز کریں گے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

5 ماہ تنخواہ ادا نہ ہونے کا انکشاف

پشاور گزشتہ روز 4 مارچ 2021ء کو انٹی گریٹڈ ہیلتھ پروگرام کیلئے بھرتی 2000 سے زائد لیڈی ہیلتھ ورکرز کو پانچ ماہ سے تنخواہ کی ادائیگی نہ ہونے کا انکشاف ہوا ہے، لیڈی ہیلتھ ورکرز کے مطابق انہیں نومبر 2020ء سے تنخواہ نہیں مل رہی جبکہ ان کے پاس شکایت درج کرنے یا تنخواہ مانگنے کا کوئی فورم نہیں ہے، جبکہ محکمہ صحت کے افسران انہیں ٹرخا رہے ہیں، دوسری جانب محکمہ صحت نے تصدیق کی ہے کہ 2018ء کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والی پشاور میں 424 اور صوبہ بھر میں 2 ہزار سے زائد لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہ پانچ ماہ سے ادا نہیں کی جاسکی ہے، کیونکہ یہ لیڈی ہیلتھ ورکرز انٹی گریٹڈ ہیلتھ پروگرام میں کنٹریکٹ پر بھتی ہوئی تھیں جبکہ یہ پراجیکٹ 2020ء میں ختم ہوچکا ہے، تاہم محکمہ صحت نے ان لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہوں کی ادائیگی کیلئے پی سی ون منظور کرلیا ہے۔

(روزنامہ آج)

سسرالیوں کے مظالم سے تنگ خاتون شوہر کے ہاتھوں قتل

نوشہرہ 19 فروری 2021ء کو نوشہرہ کے علاقے زیارت کاکا صاحب میں شوہر نے فائرنگ کر کے اپنی بیوی کو چچا کے سامنے قتل کردیا۔ ملزم ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگیا، سعید اللہ ولد حبیب اللہ سکنہ زیارت کاکا صاحب نے رپورٹ درج کراتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے گھر میں موجود تھا جب کہ اس کی بیٹی مسماۃ نادیہ زوجہ احمد جو سسرالیوں کے ظلم وستم کی وجہ سے میکے آئی تھی محلے میں پانے چچا مشتاق کے گھر گئی تھی جب وہ چچا مشتاق کے گھر سے نکلی تو ملزم احمد ولد عبداللہ وہاں کھڑا تھا جسے دیکھ کر بیٹی نادیہ واپس اپنے چچا کے گھر چلی گئی، تاہم ملزم احمد اس کے پیچھے گھر میں داخل ہوا اور چچا مشتاق کے سامنے اس پر فائرنگ کر کے اسے قتل کردیا۔

(روزنامہ سرخاب)

خاتون کی لاش برآمد

ہری پور 20 مارچ 2021ء کو ہری پور میں ایک گھر سے جوانسال شادی شدہ خاتون کی لاش برآمد ہوئی۔ رومیشہ بی بی بونیر سے اپنے سسر کے گھر طار آئی تھی۔ 20 مارچ کی رات 20 سالہ خاتون زوجہ تاج محمد کی لاش ملنے پر پولیس نے تفتیش کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے 4 افراد کو حراست میں لے لیا ہے جبکہ آلہ قتل بھی برآمد کرلیا۔

(روزنامہ آج)

لاپتہ شخص کی لاش کی باقیات برآمد

شمالی وزیرستان گزشتہ روز 4 مارچ 2021ء کو شمالی وزیرستان میں 2008ء سے لاپتہ شخص کی لاش تحصیل دوسلی سے برآمد کرلی گئی۔ پولیس ذرائع کے مطابق لاش رزمک سب ڈویژن کے تحصیل دوسلی گڑیوم روڈ پر مذکورہ شخص شمالی وزیرستان تحصیل میر علی بازار سے 12 سال پہلے لاپتہ ہوا تھا۔

(روزنامہ آج)

حراست کے دوران لڑکے کی موت پر جووینائل جسٹس ایکٹ کے نفاذ کا مطالبہ

پشاور پشاور میں 14 مارچ کو پولیس لاک اپ کے اندر نوعمر لڑکے کی موت کے بعد ملک بھر میں جووینائل جسٹس سسٹم ایکٹ 2018 (نابالغوں کے لیے موجود قانون) کے نفاذ کا مطالبہ شدت اختیار کرگیا ہے۔ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق مغربی کینٹ پولیس اسٹیشن کے لاک اپ کے اندر لڑکے نے مبینہ طور پر خودکشی کرلی تھی۔خاص طور پر سوشل میڈیا پرعوامی ردعمل کے بعدسٹی پولیس چیف نے مذکورہ تھانے کے عملے کو معطل کردیا جبکہ مقتول لڑکے کے والد کی جانب سے درج شکایت پر ایس ایچ او دوست محمد اور ایک محرر اسمعیل کو گرفتار کرلیا گیا۔شکایت کنندہ نے دعویٰ کیا کہ اسے تھانے سے فون آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اس کے بیٹے کو گرفتار کرلیا گیا کیونکہ اس کے پاس اپنی موٹرسائیکل کی رجسٹریشن کے دستاویزات نہیں تھے۔انہوں نے دعویٰ کیا کہ جب وہ تھانے پہنچے تو اسے 3 گھنٹے انتظار کرنا پڑا اور آخرکار پولیس نے بتایا کہ ان کے بیٹے نے خودکشی کرلی ہے۔مقتول کے والد نے الزام لگایا کہ ان کے بیٹے کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔سی سی ٹی وی فوٹیج میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک شخص نے لاک اپ کے داخلی دروازے کے قریب خودکشی کرلی۔پولیس کی رپورٹ کے مطابق طالب علم کو تاجروں اور بازار کے گارڈز نے بہت اکسایا اور اس کے نتیجے میں ایک معمولی جھگڑے کے دوران طالبعلم نے دکان دار پر اپنی پستول تان لی تھی۔پولیس نے دعویٰ کیا ملزم کے خلاف اسلحہ ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا اور اسے لاک اپ میں نظر بند کردیا گیا تھا۔مذکورہ واقعے کے بعد جووینائل جسٹس سسٹم ایکٹ 2018 کے نفاذ کا مطالبہ سامنے آیا۔ماہرین نے متعدد سوالات اٹھائے کہ لڑکا نابالغ تھا اسے جووینائل ایکٹ کے برخلاف لاک اپ میں رکھا گیا جبکہ اسے کسی نگراں ادارے میں رکھنا چاہیے تھا۔تاہم صوبے میں کہیں بھی ایسا آبزرویشن سینٹر قائم نہیں کیا گیا جہاں جرم کے مرتکب کم عمر بچوں کو رکھا جاسکے۔مذکورہ معاملے سے واضح گیا کہ نہ صرف پولیس بلکہ دیگر اسٹیک ہولڈرز خاص طور پر خیبر پختونخوا حکومت نے بھی موجودہ قانون کے نفاذ میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000 کو جووینائل جسٹس سسٹم ایکٹ (جے جے ایس اے) 2018 سے تبدیل کردیا گیا تھا جو جنرل (ر) پرویز مشرف کی فوجی حکومت کے دوران نافذ کیا گیا تھا۔ایکٹ کے سیکشن 5 کے مطابق گرفتار نابالغ کو ایک آبزرویشن سینٹر میں رکھا جائے گا اور تھانے کا انچارج جلد از جلد نوعمر اور متعلقہ پروبیشن افسر کے سرپرست کو مطلع کرے گا۔

(وسیم احمد شاہ)

4 سالہ بچی کے ساتھ جنسی زیادتی

کراچی ایچ آر سی پی، کراچی چیپٹر کو کسی نامعلوم فرد نے فون کر کے بتایا کہ الہ آباد کالونی، ملیر کراچی میں 20 فروری کو ایک چار سالہ بچی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ بچی کو جناح ہسپتال لے جایا گیا۔ہسپتال میں اس کا طبی معائنہ کیا گیا اور پھر بچی کو واپس گھر بھیج دیا گیا۔26 فروری کو بچی کے اہل خانہ اپنے دیگر عزیز واقارب اور اہل محلّہ کے ہمراہ بچی کو دوبارہ ہسپتال لائے اور احتجاجی مظاہرہ کیا۔ایچ آر سی پی کی ایک ٹیم ایچ آر سی پی کے وائس چیئر پرسن اسد اقبال بٹ، ایچ آر سی پی کے سندھ چیپٹر کے وائس چیئر قاضی خضر حبیب اور مرکز شکایات، کراچی چیپٹر کے انچارج عبدالحیٔ پر مشتمل ایک ٹیم نے ہسپتال کا دورہ کیا اور بچی اور اس کے اہل خانہ سے ملاقات کی۔ بچی کی حالت بہت بری معلوم ہو رہی تھی۔ بچی کی پھوپھی نے ٹیم کو بتایا کہ جاوید بنگالی ولد محمد صدیق اور عمر ولد عبداللہ نے بچی کو اغوا کر کے اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔لوگوں نے ان دونوں کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کردیا تھا۔ بچی کو ہسپتال لے جایا گیا۔ہسپتال کے متعلقہ ڈاکٹروں نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ بچی کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔حالانکہ سچ یہ ہے کہ بچی کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ہسپتال نے بچی کو داخل کرنے سے انکار کردیا اور معمولی سی مرہم پٹی کر کے اسے واپس بھیج دیا تھا۔ وہ اسے واپس گھر لے گئے تو بچی کی حالت بہت زیادہ خراب ہوتی چلی گئی۔انہوں نے ہسپتال کے عملے کو بارہا کہا کہ بچی کو ہسپتال میں داخل کر کے اس کا مکمل علاج کیا جائے مگر وہ مسلسل انکاری تھے۔آج وہ بچی کو انتہائی تشویش ناک حالت میں ہسپتال لائے ہیں۔ان کے محلّہ کے ساٹھ، ستّر افراد بھی ان کے ہمراہ تھے۔مظاہرین نے ہسپتال کے ڈاکٹروں کے خلاف بینر اٹھار کھے تھے اور نعرے بازی کر رہے تھے۔انتظامیہ نے پولیس طلب کر لی تھی اور جناح ہسپتال کی اپنی سیکیورٹی بھی تھی جس سے شدید تلخ کلامی کی فضا پیدا ہوگئی۔ایچ آر سی پی کے وفد نے ہسپتال کی انچارج ڈاکٹر سیمی جمالی سے رابطہ کیا تو انہوں نے ڈاکٹر شمیہ سے رابطہ کرنے کی ہدایت کی۔ڈاکٹر شمیہ نے وفد کو بتایا کہ لیگو آفیسر کے خلاف ایکشن لے لیا گیا ہے۔ڈاکٹر شمیہ نے وفد کے ہمراہ مصباح دختر خالد کا ایمبولینس میں معائنہ کرنے کے بعد اسے ایمر جنسی وارڈ میں منتقل کیا۔اس کا دوبارہ میڈیکل کیا گیا اور پھر ضروری ادویات دینے کے بعد اسے بچوں کے وارڈ میں داخل کر دیا گیا۔ بچی کی پھپھو نے بتایا کہ کہ وہ کئی دن سے پولیس اسٹیشن کا چکر لگا رہے تھے مگر پولیس والے ان سے تعاون کرنے سے انکار کر رہے تھے جس سے مجبور ہو کر انہوں نے یہ اقدام اٹھایا۔ان کا مزید کہنا تھا کہ اہل محلّہ پہلے دن سے ان کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ مکمل تعاون کر رہے ہیں۔

(عبدالحیٔ)

غیرت کے نام پر بیوہ خاتون بھائی اور بیٹے کے ہاتھوں قتل

نوشہرہ 28 فروری 2021ء کو نوشہرہ کے علاقے میرہ خویشگی بالا میں بیوہ خاتون کو گھر کے اندر غیرت کے نام پر قتل کر دیا گیا۔قتل کی دعویداری اس کے سگے بیٹے اور خاتون کے بھائی پر کی گئی ہے۔دونوں ملزموں کو رساپور پولیس نے گرفتار کرلیا، پولیس نے دوسرے بیٹے کی مدعیت میں قتل کا مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔شاہد حسین ولد صادق حسین سکنہ میرہ خویشگی بالا مبارک شاہ کورونہ نے رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ وہ گھر سے باہر تھا اس دوران اس کے چھوٹے بھائی خادم حسین نے بتایا کہ اس کی والدہ مسماۃ نسیم بیگم عمر 45 سالبیوہ صادق حسین گھر میں موجود تھی کہ ماموں بخت روان ولد رستم اور بھائی وقار حسین ولد صادق حسین نے والدہ کو فائرنگ کر کےقتل کر دیا ہے، اے ایس پی کینٹ وقاص رفیق کے مطابق شاہد حسین کی نشاندہی پر دونوں ملزموں کو گرفتار کرلیا گیا ہے، ملزمان نے مقتولہ مسماۃ نسیم بیگم کو غیرت کے نام پر قتل کیا ہے۔

(روزنامہ مشرق)

نوجوان لڑکی کا قتل

اوکاڑہ 15 مارچ کو دونامعلوم افراد نے گھر داخل ہوکر فائرنگ کر کے نوجوان لڑکی کو قتل کر دیا۔تفصیلات کے مطابق بستی معین آباد دیپالپور کے رہائشی محمد اقبال شیخ کے گھر آتشیں اسلحہ سے مسلح دو نامعلوم افراد داخل ہوئے اور فائرنگ کردی جس کی زد میں آکر محمد اقبال شیخ کی نوجوان 22 سالہ بیٹی افشاں بی بی موقع پر جاں بحق ہوگئی پولیس تھانہ سٹی دیپال پور نے نعش قبضہ میں لے کر مقدمہ درج کرلیا ہے اور نامعلوم ملزمان کے تلاش شروع کردی ہے۔

(اصغر حسین حماد)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ	متن
دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان افعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا چکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتماعی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔
دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(1) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص کو جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں۔
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو ونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

Human Rights Commission of Pakistan

جہدحق Monthly JEHD-E-HAQ

راوی اربن ڈیولپمنٹ پراجیکٹ کسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ہے

اظہارِ لاتعلقی: براہِ مہربانی نوٹ کر لیں کہ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) کا جہدِ حق کے متن سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا، جہدِ حق میں شامل مواد و خیالات کی ذمہ داری کسی طور پر بھی ایف این ایف پر عائد نہیں کی جا سکتی۔

اظہارِ تشکر: جہد حق کی اشاعت کے لیے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) نے مالی معاونت کی ہے جس کے لیے ایچ آر سی پی، ایف این ایف کا انتہائی مشکور ہے۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15